نمبر ۱۴	[illegible]	فہرست مضامین	[illegible]	جلد ۲

ناظم محمد عبدالشکور مدیر النجم نے
مطبع عمدۃ المطابع واقع لکھنؤ میں طبع کرا کے
دفتر النجم محلہ پاٹانالہ سے شائع کیا

قواعد رسالۂ النجم

(۱) یہ رسالہ مہینہ مین دوبار یعنی ہر ہجری مہینے کی ۷ و ۲۱ تاریخ کو انشاءاللہ تعالیٰ شائع ہوا کریگا۔

(۲) رسالہ کا خالص حجم علاوہ اشتہارات وغیرہ کے عموماً ۳۲ صفحہ کا ہوگا اور عند الضرورۃ اس سے زیادہ بھی ہو سکیگا۔

(۳) عام چندہ موافق ذیل کے ہوگا اور خاص طور پر جس کو جو توفیق ہو۔

سالانہ	ے
شش ماہی	ع
سہ ماہی	عہ

ممالک غیر سے صرف بقدر زیادتی محصول ڈاک اضافہ کرلیا جائیگا۔

(۴) چندہ بہرحال پیشگی لیا جائیگا۔

(۵) رسالہ کا آغازِ سال ماہ محرم سے ہوگا۔

(۶) جو اصحاب درمیان سال مین خریداری کرینگے اگر نصف سال نہوا ہوگا تو انکی خدمت مین محرم سے اُسوقت تک کے کل رسائل بھیجکر شروع سال سے اُنکو خریدار سمجھا جائیگا اور بعد نصف سال کے اُنکو اختیار ہوگا چاہے شروع سال سے اپنی خریداری قائم کرائین اور چاہے صرف بقیہ دنون کی قیمت موافق نقشۂ قیمت النجم کے بھیجدین۔

(۷) جو صاحب ۵ مستقل خریدار النجم کے دین انکو اختیار ہوگا چاہین ایک سال کے لیے اپنے نام رسالہ جاری کرائین چاہے ۳ روپیہ قیمت کی کتاب دفتر النجم سے بلین۔

(۸) قدیم خریداران النجم کو ہر سال ایک کتاب ایک روپیہ قیمت کی انعام مین دیجائیگی۔

مقاصد رسالۂ النجم

النجم کا اصلی مقصد حمایت اسلام و نصیحت مسلمین ہی مسلمانونکے عقائد و خیالات خصائل و عادات عبادات و معاملات کی اصلاح اور اتباع شریعت حقہ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کی ترغیب اور مخالفت شریعت سے حتی الامکان بچانا۔

ان پاکیزہ مقاصد کے حاصل کرنیکے لیے حسب ذیل عنوانات اختیار کیے گئے ہین

(۱) زہد و رقائق جسکو دوسرے الفاظ مین مضامین تصوف کہہ لیا جائے اس ذیل مین انشاءاللہ تعالیٰ بہت سے عبرت انگیز واقعات بزرگان دین کے اور بہت سے مفید و مؤثر نصائح و حالات ہدیۂ ناظرین ہونگے

(۲) اہل علم کی مراسلت جو خاص مذہبی ضروری مسائل سے متعلق ہو

(۳) غیر مذہب کے اندرونی و بیرونی حملون سے اسلام کی حفاظت اور اسلام کی حقیت کا تمام مذاہب پر اظہار۔

(۴) ہر پرچہ مین کچھ حصہ چیدہ چیدہ اسلامی خبرونکا بھی ہوگا خبرین جہانتک ممکن ہوگا کامل تحقیقات کے بعد لکھی جائینگی

(۵) ہر سال جو کتاب انعام مین تجویز کیجائیگی وہ انشاءاللہ تعالیٰ بیشتر و اکثر سلف صالحین مین سے کسی کی مستند و مفید تصنیف کا ترجمہ ہوگی۔

نرخنامہ طبع اشتہار و مضامین خاص

تعداد	ماہوار	سہ ماہی	شش ماہی	سالانہ
نصف کالم	۳	ٹہ	للعہ	للعمہ
ایک کالم	ـہ	للعہ	عمہ	للعللعہ
پورا صفحہ	لعہ	ئسہ	صہ	للعلہ

اتفاقی اشتہار فی سطر کالم ۲ اجرت ضمیمہ فیصدی ۸ بشرطیکہ قواعد ڈاکخانہ کے خلاف نہو

اعلیحضرت ملک معظم جارج پنجم و علیا حضرت ملکہ معظمہ دام اقبالہما کی تشریف آوری و تاجپوشی کی

خوشی مین

دیش اپکارک اوشدھالیہ کی تمام ادویات و کتب

معہ مشہور و معروف دوائی

(رجسٹری شدہ) "امرت دھارا" (رجسٹرڈ)

۳۱ جنوری سنہ ۱۹۱۲ع تک ۳/۴ قیمت پر ملینگی گویا روپیہ مین ۴ر کی رعایت ہوگی

اس حساب سے امرت دھارا کی بڑی شیشی کا دام عہ اور نمونہ ۹ر ہوگا

ایک پیسہ کا کارڈ بھیجکر مکمل فہرست ادویات جلدی طلب فرماوین

یاد رہے کہ رسالہ کام رتی شاستر جسکے اندر ۲۸۵ دستی اور ۵۰ فوٹو بلاک کی تصاویر ہین

بجاے پانچ روپیہ کے چار روپیہ مین ملیگا۔ اور اخبار دیش اپکارک ہندی و اردو کی

قیمتون مین کوئی رعایت نہیں ہوگی

خط و کتابت و تار کا پتہ اتنا کافی ہے } "امرت دھارا" (۲۰ برانچ) لاہور

المشتہر

ٹھاکر دت شرما وید ایڈیٹر اردو و ہندی دیش اپکارک و مصنف متعدد رسالہ جات

طبی موجد امرت دھارا - لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

النجم لکھنؤ - یوم جمعہ

۲۱ - محرم ۱۳۳۰ھ

سالانہ چندہ کے ویلو روانہ ہو گئے - سوا اُن قدر قلیل اصحاب کے جنھون نے اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیجا اور نیز سوا اُن صاحبون کے جنھون نے ویلو کی آمد سے مطلع ہو کر خریداری سے انکار کر دیا باقی سب صاحبون کے نام ویلو بھیجے گئے ہین اور بنظر مزید احتیاط ایک ایک اطلاعی کارڈ بھی ہر ویلو کے ساتھ بھیجا گیا ہے -

اِن ویلوون کا نتیجہ انشاء اللہ تعالی النجم مین برابر شائع ہوتا رہیگا جس قدر وصول ہونگے وہ بھی اور جسقدر واپس آئین گے وہ بھی - غرض سب نام شائع ہو جائین گے بعد اسکے جسقدر ویلو واپس آجائینگے ان کے نام خارج کر دیے جائین گے -

چھہ سات سال کے تجربہ نے کامل سبق دیدیا ہی کہ بغیر پیشگی قیمت لیے ہوے پرچہ ہرگز نہ جاری ہونا چاہیے اور میعاد ختم ہوتے ہی فوراً ویلو کر دینا چاہیے - جسقدر ہمدردی اور معاونت کی توقع النجم کیلیے کیجاتی بیجا نہ تھی - مگر افسوس کہ انقلاب طبائع نے معاملہ برعکس کر دیا ہی -

زہد و رقائق

نمبر ۴

اس سلسلے کو بعض حضرات نے بہت پسند کیا کیونکہ اس سلسلے سے جسقدر فائدہ خود مسلمانون کو بخوبی پہونچ سکتا ہی وہ فی الحقیقت نہایت قیمتی ہی - قرآن کریم مین انبیا علیہم السلام و نیز دوسرے عباد صالحین کے قصص بیان فرمانے اور ان قصص کو بار بار بعنوانات مختلفہ و عبارات متنوعہ نازل کرنیسے اسی امر کو ظاہر کرنا مقصود ہی کہ وعظ و نصیحت کا بہترین موثر طریقہ یہی ہی کہ صالحین کے حالات لوگون کو سنائے جائین - یہ سچ فرمایا ہی

خوشتر آن باشد کہ سر دلبران
گفتہ آید در حدیث دیگران

انشاء اللہ تعالی اس سلسلہ مین بہت سے مطالب قرآن و حدیث کے بیان ہونگے اور مسلمانون کے عقائد و اعمال کی بہت کچھ اصلاح ہو جائے گی -

حضرت مولنا شاہ احمد سعید صاحب کے ایک کرامت نامہ کی شبیہ شائع ہو چکی ہی یہ کرامت نامہ خاص اُنکے دست مبارک کا لکھا ہوا ہی شاید بوجہ گھسیٹ ہونیکے بعض اصحاب کو اُسکے پڑھنے مین دقت ہوئی ہو لہذا اولاً اسکی نقل کیجاتی ہی بعد ازان ان کے ایک کرامت نامے کی نقل ہو ہدیہ ناظرین ہوگی -

کرامت نامہ اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم - مولوی صاحب مہربان عزیز از جان سید عبد السلام صاحب

سلمہ اللہ تعالی - از فقیر احمد سعید بعد از سلام مسنون مطالعہ نمایند
رقیمۂ کریمہ بورود مسعود مسرت ہا رسانید - از جمعیت اوقات و ثبات افادہ
طالبان دل بسیار محظوظ گردید انشاء اللہ تعالی طالبان کامیاب
خواہند شد - بکار خود مشغول باشند - و عمر عزیز را در اہم مہام
کہ رضای حق سبحانہ ست صرف نمایند - کار ہست غیر آن ہیچ ہیچ

؎ یک چشم زدن غافل ازان ماہ نباشی
شاید کہ نگاہے کند آگاہ نباشی

مطالعہ مکتوبات و کتب تصوف لازم شناسند والسلام

کرامت نامہ دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولوی صاحب مہربان عزیز از جان مولوی عبد السلام صاحب سلمہ اللہ تعالی
از فقیر احمد سعید بعد از سلام مسنون مطالعہ فرمایند الحمد للہ کہ
تا تحریر احوال فقرائے این حدود مستوجب حمد است والمسئول
من اللہ سبحانہ سلامتکم و عافیتکم واستقامتکم علی الشریعۃ والطریقۃ
والحقیقۃ فان الاستقامۃ فوق الکرامۃ وفقنا اللہ سبحانہ
وایاکم علیہا - بندہ را از امتثال اوامر و اجتناب از نواہی
مولی تعالی کہ مولی نعم ظاہرہ و باطنہ است چارہ نیست الا
از بندگی می برآید نعوذ باللہ منہ - خوش گفت ؎

داغ غلامیت ساخت رتبۂ خسرو بلند
میر ولایت شود بندہ کہ سلطان خرید

اللہم ثبتنا علیہما والسلام - خط ملفوف را بہ حبش باید رسانید -

(نقل عبارت کتاب مناقب احمدیہ)

مولوی سید عبد السلام ہسوی سلمہ اللہ تعالی
از اعظم خلفای حق آگاہ حضرت ایشان اند عالم و عامل صوفی
کامل خوش استعداد ظاہری و باطنی و در علم فرائض ممتاز بود
اکثر مسائل فرائض را حضرت قبلہ بایشان سپردند بجہت جواب
نویسی و کمال شفقت و عنایت برایشان داشتند می فرمودند
مولوی صاحب ما و نسبا بودے کہ بدست مبارک خویش از خانہ
بجہت ایشان طعام می آوردند و توجہات قویہ و انظار ہای
کثیرہ خود تمام سلوک طے کنانیدند و با جازت و خلافت
ممتاز گردانیدہ بوطن خویش رخصت فرمودند و در انجا در زاویہ
گمنامی باستقامت بر شریعت و طریقت و عزلت از اغیار
و توکل بر خالق غفار جل جلالہ و عم نوالہ و افادہ بعضی طلبا
مخصوص اوقات خوش دارند - بارک اللہ فیما اعطاہ و اوصلہ
الی غایۃ متمناہ (مناقب احمدیہ تالیف حضرت مولوی
شاہ محمد مظہر صاحب فرزند اصغر حضرت مولانا شاہ احمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہما

نقل مکتوب حضرت مولوی شاہ محمد مظہر صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد الحمد والصلوۃ از فقیر محمد مظہر احمدی کان اللہ لہ
اخوی اعزی ارشدی جامع کمالات صوری و معنوی
مولوی سید عبد السلام صاحب - خیر انجام و دعای استقامت
و حسن ختام قبول فرمایند در مکتوب حضرت عم استشارہ

ماندن و برآمدن ازان دیار فرمودہ بودند۔ مخدوما مکرما عزیمت در ہجرت است و تحمل شدائد دران و رخصت برای ضعیفان در سکونت آنجا ہم ہست۔ اما بنظر فقیر واجب آن است کہ در صورت اختیار رخصت سکونت دہلی در خانقاہ شریف کہ مہبط انوار و برکات و محفظ از شر اشرار است لازم باید گرفت علی قدم متابعۃ المشائخ الکرام رضی اللہ عنہم اجمعین فان اللہ تعالی قال فان لم یصبہا وابل فطل۔ والسلام والاکرام

(اس خط کی قلمی اصل میرے پاس ہے)

نقل مکتوب حضرت مولوی شاہ محمد عمر صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از فقیر محمد عمر نقشبندی کان اللہ تعالی لہ عوضاً عن کل شئی اخی اعزی ارشدی جامع کمالات صوری و معنوی حضرت مولوی عبد السلام صاحب۔ بعد سلام مسنون و ادعیۂ تحیات ظاہری و باطنی مشحون مطالعہ فرمایند۔ الحمد للہ سبحانہ فقیر بخیریت بودہ مدام صحت و تندرستی آن مکرم از حضرت حق مسئلت می نماید صحیفہ شریفہ رسید فرحت ہا رسانید اوصلکم اللہ تعالی الی غایۃ متمناکم۔ در باب آرزوی حرمین شریفین نوشتہ بودند۔ مخدوما نزد فقیر در ینوقت بودن ایشان در ہندوستان ہم برای ایشان و ہم برای نفع عباد انسب و اولی است و معلوم شما است کہ مقصود از زندگانی جز عبادت چیزے دیگر نیست و عبادتے بہتر از تعلیم طریقہ مر بندگان خدا تعالی را چہ خواہد بود۔ بحمد اللہ سبحانہ از شرف حج و زیارت روضہ شریفہ سید البشر المطہر عن زیغ البصر علیہ و علی آلہ و صحبہ من التسلیمات اجلہا و من التحیات اکملہا مشرف شدہ اید و ہم در آنجا جمعیت دارید معلوم نیست کہ جای دیگر چنان جمعیت یابند یا نہ۔ بہر حال اوقات خود را بعبادت معبود برحق مصروف داشتہ در تعلیم طریقہ کوشش فرمایند و این مقصر را نیز در دعوات یاد فرمایا شند والسلام اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً۔

تحریر ۱۶ - ذیقعدہ سنہ ۱۲۹۰ ہجری۔

از فقیر ابو الخیر عبد اللہ سلام باکرام تمام و طلب دعای حسن ختام ملتمس است قبول باد۔

عبارت مہر

محمد عمر بن احمد سعید

حضرت مولوی شاہ محمد عمر صاحب۔ حضرت مولنا شاہ احمد سعید صاحب کے فرزند اوسط تھے رحمۃ اللہ علیہما اور شاہ ابو الخیر صاحب جنکی طرف سے آخر خط مین سلام لکھا ہوا ہے وہی ہین جو آج کل خانقاہ عالیجاہ دہلی مین سجادہ نشین ہین یہ مکاتیب شریفہ خصوصاً حضرت مولنا شاہ احمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دونون کرامت نامے جو اِس مقام پر منقول ہین اہل سعادت کو جو جو فوائد پہنچا سکتے ہین حسب ذیل ہین مگر بطور نمونہ۔

(۱) یہ تمام مکاتیب خصوصاً دونون کرامت نامے

حضرت مولانا سید محمد عبد السلام صاحب کی اُس رفعت وعزت
کو ظاہر کر رہے ہین جو اس سلسلۂ عالیہ مین انکو حاصل تھی
حضرت شاہ احمد سعید صاحب کا انکو "عزیز از جان" جمعیت
اوقات، رقیمہ کریمہ، ورود مسعود وغیرہ کلمات شرف وعزت
لکھنا کوئی معمولی بات نہین ہی۔ یہ لوگ ایسے نہ تھے کہ دنیادارون
کے مثل کسیکی لغو جھوٹی تعریف کر دیتے یا کوئی کلمہ زبان سے ایسا نکالتے
جس کا اثر انکے دل مین نہ ہوتا۔

(۲) ان دونون کرامت نامون مین طریقہ نقشبندیہ
کے اصل اصول کا بیان فرمایا گیا ہی گو نہایت مختصر ہی مگر جو
نافہم طریقت کو مخالف شریعت کہکر بدنام کرتے ہین اُنکا منہ
بند کرنیکے لیے نیز اُن ہوا پرستون کی گوشمالی کیلیے جو صوفی
بنکر خلق اللہ کو گمراہ کرتے ہین کافی ووافی ہی۔

مثلاً۔ پہلے کرامت نامہ مین ایک بات یہ لکھی ہی کہ
حق سبحانہ تعالیٰ کی رضامندی تمام مقاصد سے بالاتر ہی اپنی
عمر کو اسی مین خرچ کرنا چاہیے یہی ایک کام ہی اسکے سوا
اور سب کام ہیچ ہین۔ دوسری بات یہ لکھی ہی کہ بقدر چشم
زدن بھی حق تعالیٰ کی طرف سے غفلت نہ ہونا چاہیے جسکی
صورت یہی ہی کہ ہمہ وقت کھاتے پیتے اُٹھتے بیٹھتے سوتے
جاگتے ذکر الٰہی جاری رہے جیسا کہ آیۂ کریمہ۔ رجال لا تلہیہم تجارۃ
ولا بیع عن ذکر اللہ (ترجمہ - ایسے لوگ کہ انکو کوئی تجارت اور
اور کوئی فروخت وخرید اللہ کی یاد سے غافل نہین کرتی)
مین اس کی طرف اشارہ ہی۔

کیا یہ دونون باتین روح شریعت نہین ہین؟ اور کیا
اپر کاربند رہنے کے بعد انسان سے خلاف ورزی شریعت
ہوسکتی ہی؟ حاشا وکلا ہرگز نہین۔ کیا جو شخص رضائے الٰہی
کی طلب مین اپنی عمر خرچ کرتا ہو اور کسی وقت ذکر خدا سے
غافل نہ ہوتا ہو وہ متقی نہین ہی اور بمقتضای کریمہ ان اولیاؤہ
الا المتقون۔ وہ ولی اللہ نہین ہی؟ اور مثلاً دوسرے کرامت نامہ
مین فرمایا ہی کہ شریعت پر قائم رہنے کا رتبہ کرامت سے زیادہ
ہے اور یہ کہ اوامر شرعیہ کا بجالانا اور نواہی شرعیہ سے بچنا
بہت ضروری ہی ورنہ بندہ بندہ نہین رہ سکتا اور یہ کہ جسقدر
مراتب ہین سب بندگی سے ملتے ہین۔

یہ وہ باتین ہین جو شریعت مقدسہ اسلامیہ کی
جان اور قرآن وحدیث کا مغز ہین اسی وجہ سے تو مولانا
فرماتے ہین

من ز قرآن مغز را برداشتم
استخوان پیش سگان انداختم

(۳) ان کرامت نامون سے خط نویسی کے آداب
بھی معلوم ہوتے ہین۔ اور یہ آداب بھی کوئی معمولی چیز نہین
بلکہ من وجہ شعائر اسلام سے ہین۔ اور چونکہ ایک خاص
کوشش ان آداب خط نویسی کے مٹانے کی ایک مشہور
شخص کی طرف سے ظہور مین آئی اور وہ کوشش اُس

مشہور شخص[1] کے متبعین پر مثل احکام خداوندی کے موثر ہوئی اسلیے ان آداب کی تعلیم و تعلم اور حفاظت اور بھی زیادہ ضروری ہوگئی - انشاء اللہ تعالیٰ طریقہ خط کتابت کے آداب جو اِن کرامت ناموں سے مستنبط ہو رہے ہین انکو بالتفصیل مع الدلیل یعنی بحوالہ احادیث نبویہ النجم کے آیندہ نمبرمین بعد

[1] مراد اس سے سر سید احمد خان صاحب بہادر ہین انھون نے تہذیب الاخلاق مین ایک مستقل مضمون بڑے جوش و خروش کے ساتھ طریقہ خط کتابت کے متعلق لکھا ہی - یہ مضمون تہذیب الاخلاق کے پورے پانچ صفحے مین ہی -

اس مضمون مین سید صاحب نے تمام آداب قدیمہ کے بدلنے کی کوشش کی ہی اسمین شک نہین کہ خط کتابت کے طریقہ مین بہت سے لغو اور فضول بلکہ ناجائز امور رائج ہوگئے تھے اور ہین - اگر سید صاحب اپنی توجہ انھین لغویات کے مٹانے کی طرف مصروف رکھتے تو کوئی جای شکایت نہ تھی - لیکن افسوس کہ سید صاحب نے ایسا نہین کیا بلکہ اچھے اور برے سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانک دیا ان فضول اور لغو رسمون کے ساتھ اُن آداب پر بھی حملہ کردیا جو بلا شبہہ سنت متوارثہ ہین -

انشاء اللہ تعالے آیندہ کسی وقت النجم مین سرسید کے اس مضمون پر کچھ لکھونگا -

نقل کرامت نامجات حضرت مولنا شاہ عبد الغنی صاحب مجددی محدث دہلوی مہاجر مدنی کے لکھونگا اور انشاء اللہ تعالیٰ اسی آیندہ نمبر مین حضرت ممدوح کے دست مبارک کے لکھے ہوے کرامت نامہ کی شبیہ بھی شائع کیجائے گی کہ وہ بھی ایک نعمت غیر مترقبہ ہی -

حضرت مولوی شاہ محمد مظہر صاحب و حضرت مولوی شاہ محمد عمر صاحب کے خط مین جو ذکر ہجرت کا ہی اسکی اصل یہ ہی کہ مولنا سید محمد عبد السلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیر مرشد رحمۃ اللہ کی ہجرت کے بعد خود بھی ارادہ ہجرت فرمایا اور یہ ارادہ بعد انتقال پیر مرشد کے اور زیادہ راسخ ہوا - لہذا انھون نے حضرت مولنا شاہ عبد الغنی صاحب و نیز اپنے اخوان طریقت سے اس بارہ مین مشورہ لیا - چنانچہ حضرت مولوی شاہ محمد مظہر صاحب نے ہجرت کو اولیٰ لکھا - اور حضرت مولوی شاہ محمد عمر صاحب نے ہجرت سے منع کیا - حضرت مولنا شاہ عبد الغنی صاحب کی بھی یہی رائے تھی بعض اکابر نے یہ بھی لکھا کہ ہندوستان مین آپ کا مثل نہین ہی آپ بقیہ سلف اور خاندان نقشبندیہ مجددیہ کے یادگار ہین - اگر آپ ہندوستان سے ہجرت کرجائین گے تو ہندوستان مین اندھیرا ہوجائیگا - بالآخر یہی رائے طی پائی کہ حضرت ممدوح کو ہجرت نہ کرنا چاہیے -

اخبار افغان

مطبوعہ یکم نومبر سنہ ۱۹۱۱ء

اس نام کا ایک اخبار پشاور سے نکلتا ہی۔ ایک کرم فرمانے اسکا ایک پرچہ مذکورۂ بالا تاریخ کا مجھے اسلیے دیا کہ مین اُسکے ایک مضمون کو جو صفحہ ۵ مین مندرج ہی دیکھون اور اسکے حسن و قبح سے ناظرین النجم کو آگاہ کرون۔

اس مضمون کا عنوان یہ ہی "خدا کی کتابون اور رسولونکی اہانت" مین نے اس مضمون کو دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ مضمون نگار صاحب نے اس مضمون کے ذریعہ سے تین باتین ثابت کرنا چاہی ہین۔ **اول** یہ کہ توریت و انجیل و دیگر صحف انبیای سابقین مین کسی قسم کی تحریف نہین ہوئی سب اپنی اُسی حالت پر قائم ہین جیسے اللہ کے یہان سے نازل ہوئی تھین۔ **دوم** یہ کہ کتب مذکورہ منسوخ بھی نہین ہوئین۔ اسی ضمن مین ناسخ و منسوخ کے وجود کا بھی انکار کیا ہی۔ **سوم** یہ کہ حجت شرعیہ صرف قرآن مجید مین منحصر ہی۔ احادیث نبویہ ایک دفتر بےمعنی ہی اور جمع احادیث ایک فعل حرام تھا جسکا ارتکاب ائمہ محدثین نے کیا۔ اسی تیسری بات کا تتمہ مضمون نگار صاحب کا یہ فقرہ ہی کہ "لیجیے جناب تمام طومار ہی دریا برد ہو گیا" طومار سے مراد احادیث نبویہ ہین اور دریا برد ہونے سے انکا عبث و لغو ہونا مراد ہی۔

چونکہ یہ مضمون ایک مولوی صاحب کی طرف منسوب ہے اور یہ تینون مذکورہ باتین جو مضمون ہذا کی مقصد اصلی ہین بہت سے مفاسد پر مشتمل ہین اسلیے مین ضروری سمجھا کہ اپنے علم و فہم کے موافق اپنے بھائیون کو اس کی مضرتون سے آگاہ کر دون۔ ع

اگر بینم کہ نابینا و چاہ ست
وگر خاموش بنشینم گناہ ست

اس مضمون مین یہ بھی ہی کہ مذکورۂ بالا تینون باتون کے مخالفین کو نہایت ذلت کے الفاظ سے یاد کیا گیا ہی مثلاً "سادہ لوح ناواقف مسلمان" "خدا پر افترا و بہتان، کفریہ عقیدہ، نام کے مسلمان، اپنے قیاس شیطانی وسواس خناس"۔ کچھ آپ جانتے ہین کہ یہ کریہ الفاظ کس پر عائد ہو رہے ہین؟ یہ عائد ہوتے ہین جمہور اُمت مرحومہ پر جنمین اکابر سلف ائمہ محدثین و مفسرین سب ہی شامل ہین وہ سب مضمون نگار صاحب کے نزدیک مذکورہ بالا خطابات کے مستحق تھے (معاذ اللہ) یہ باتین ایسی ہین کہ یقیناً ایک ناواقف مسلمان انکو دیکھکر گمراہ ہو سکتا ہی اور واقف کار کی طبیعت مشتعل ہو جاتی ہی۔

مین اس مضمون کا جواب دینے سے پہلے مناسب سمجھتا ہون کہ پہلے اس مضمون کو بلفظہ ہدیۂ ناظرین کرون۔ وہو ہذا۔

خدا کی کتابون اور رسولون کی اہانت

یہودی انجیل مقدس اور مسیح علیہ السلام کے دشمن ہین عیسائی توریت مقدس کو تو مانتے ہین۔ مگر قرآن مجید کو نہین مانتے حالانکہ کوئی دلیل اُنکے پاس نہین کہ توریۃ و انجیل آسمانی کتابین ہین مگر قرآن معاذ اللہ آسمانی کتاب نہین۔ جبکہ یہودی عیسائی مسلمان سب اہل کتاب ہین۔ اہل کتاب کا اہل کتاب سے الجھنا خلاف انصاف اور خلاف عقل ہی۔ کتابین خود ناطق ہین کہ ہم خدا کا کلام اور وحی و الہام ہین۔ خدا کا کلام انسانی کلام سے بالکل ممتاز ہی۔ اسمین انسانی کلام کا خلط ملط ہونا محالات سے ہی۔ سادہ لوح اور ناواقف مسلمان یہ تو مانتے ہین کہ انجیل خدا کا کلام ہی مگر یہ تقلیدی عقیدہ بھی انکے دلون مین ہی کہ انجیل مین تحریف ہو گئی ہی اگرچہ وہ یہ ثابت نہین کر سکتے کہ کس آیہ مین کس زمانہ مین تحریف ہوئی اور کس نے تحریف کی کیا دنیا مین کوئی بدبخت قوم ایسی ہی کہ اپنے ہاتھون اپنی آسمانی کتاب کو بگاڑ دے اور کمخاب مین ٹاٹ کا پیوند لگا کر لوگون کی آنکھون مین خاک جھونکنا چاہے ہان بعض تو مین تحریف معنوی ضرور کرتی ہین۔ اور قرآن مجید مین اسی تحریف کی نسبت ارشاد ہے ویحرفون الکلم عن مواضعہ۔ الآیۃ۔ مواضع وضع سے مشتق ہے اور وضع کے معنی جعل اللفظ بازاء المعنی ہین۔ پس عالی نظر ناظرین خصوصاً پیارے افغان کے علماء و فضلا ضرور سمجھ جائین گے کہ قرآن مجید مین تحریف اور اسکے ساتھ لفظ مواضع سے مراد تحریف معنوی ہی نہ کہ لفظی۔ کیونکہ خدا کے کلام کا بدل دینا انسانی قدرت سے باہر ہی۔ اگر تحریف لفظی مراد ہوتی تو صرف یحرفون الکلم ہوتا۔ عن مواضعہ سے صاف ثابت ہی کہ مراد تحریف معنوی ہی۔ رسالہ پنجاب ریویو مین رفع انجیل پر عرصہ سے ایک پادری اور ایک مولوی مین بحث ہو رہی ہی۔ صراط مستقیم سے دونون برکران ہین۔ اگر رفع انجیل سے یہ مراد ہی کہ خدا نے انجیل کا مرتبہ بلند کر دیا۔ تو درست ہی۔ کیونکہ خدا ہمیشہ اپنا بول اونچا رکھتا ہی۔ پڑھو۔ الیہ یصعد الکلم الطیب۔ اور۔ وکلمۃ اللہ ھی العلیا الآیۃ۔ اور ظاہر ہی کہ انجیل و تورات بھی کلمات اللہ ہین۔ اور اگر یہ مراد ہی کہ خدا نے انجیل کو اُٹھا لیا۔ اور اُسے منسوخ کر دیا۔ تو یہ خدا پر افترا و بہتان ہی اور نہ صرف قرآن مجید بلکہ تمام رسولون اور کتابون کی توہین ہی۔ پڑھو۔ لا مبدل لکلماتہ۔ الآیۃ۔ اور پڑھو مایبدل القول لدی وما انا بظلام للعبید۔ الآیۃ۔ یعنی نہین بدلا جاتا قول (کلام یا قرآن) میرے نزدیک اور مین بندون پر ظلم کرنیوالا نہین۔ کیونکہ ابھی کچھ حکم۔ ابھی کچھ حکم۔ بندون کیلیے تکلیف مالا یطاق کا باعث ہی۔ اور بچون کا گھروندا۔ نسخ ہمیشہ غلطی کی وجہ سے ہوتا ہی۔ دنیوی سلطنتون کے قوانین اسلیے منسوخ ہوتے رہتے ہین کہ تجربہ سے مضر ثابت ہوتے ہین۔ مگر خدا غلطی نہین کرتا۔ نہ اُسے تجربہ کی ضرورت ہی۔ پڑھو۔ فصلناہ علی علم۔ اور۔ من لدن حکیم خبیر۔ اور۔ ما فرطنا فی الکتاب من شئ۔ اور۔ تفصیل لکل شئ۔ اور۔ تبیانا لکل شئ۔ اور۔ فصلناہ تفصیلا

الآیہ — ترجمہ - ہمنے اپنے ازلی وابدی علم پر قرآن کی تفصیل کی ہی - اور یہ قرآن بڑے حکمت والے باخبر کی طرف سے ہی اور ہمنے قرآن مین کسی شی کی کمی بیشی نہین کی - یہ ہر دینی شی کی تفصیل ہی ہر شی کا بیان ہی اور ہمنے اسکو خوب مفصل کیا ہی" ہمارے علمای مرحوم آیۂ ما ننسخ من آیۃ او ننسہا نات بخیر منہا او مثلہا الآیۃ سے خود قرآن مین ناسخ و منسوخ ہونے پر استدلال کرتے ہین اور اہلحدیث نے تو احادیث کی محبت مین یہانتک غلو کیا ہی کہ حدیث سے قرآن کا نسخ جائز کر دیا ہی - الامان - مین تو ایسے کفریہ عقیدہ سے پناہ مانگتا ہون - حالانکہ مشکوٰۃ کی یہ حدیث انکا عقیدہ باطل کرتی ہی کہ کلامی لا ینسخ کلام اللہ - یعنی میرا کلام خدا کے کلام کو منسوخ نہین کرتا - ذرا غور کرنیکی بات ہی کہ قرآن کو حدیث نے منسوخ کر دیا تو رسول کا مرتبہ خدا سے بڑھ چڑھ کر رہا - خدا مجسٹریٹ ٹھہرا اور رسول جج بلکہ ہائی جج - بلکہ پریوی کونسل کا جج - جسکی اپیل ہی نہین - اور ظاہر ہی کہ جب اہل ہوا حدیث سے قرآن کو اور قرآن کو قرآن سے رد کرتے ہین تو انکو توراۃ وانجیل کے رد مین کیا باک ہوسکتا ہی خدا اور رسول تو کتب آسمانی کو منسوخ نہین کرتے - مگر نام کے مسلمان اپنے شیطانی قیاس و وسواس خناس سے انکو رد کرنے چلے ہین - لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم -

دوم قرآن فطرۃ اللہ ہی - اور فطرۃ اللہ نہین بدلتی - پڑھو فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ - اور خود رسول کو حکم ہی - قل ما یکون لی ان ابدلہ من تلقای نفسی - الآیۃ یعنی کہدے اے رسول صلعم میری یہ طاقت نہین کہ مین خود قرآن کو اپنے القاء نفس سے بدل دون - رسول علیہ السلام پر قرآن نہ باندھنا چاہیے - کہ آپ نے قرآن کے خلاف اور زائد علے القرآن ایسا اور ایسا فرمایا ہی - جبکہ بخاری مین یہ حدیث موجود ہے کہ لا تکتبوا عنی سوی القرآن - یعنی مجھ سے قرآن کے سوا کچھ نہ لکھو - لیجیے جناب تمام طومار ہی دریا برد ہوگیا

راقم - سید احمد حسن - شوکت - میرٹھ (باقی آیندہ)

(منقول از اخبار افغان پشاور)

واضح رہے کہ اس مضمون کا جو حصہ بعد اسکے شائع ہوا ہو - وہ میری نظر سے نہین گذرا ممکن ہی کہ اسمین اس سے بھی زیادہ مفاسد ہون - مگر میرے خیال مین تو موجودہ حصہ کے مفاسد بھی نہایت اہم اور خطرناک ہین -

اصل مین یہ بناڈالی ہوئی سرسید کی ہی - کتب مقدسہ کا محرف ہونا منسوخ نہ ہونا احادیث کا لغو لاطائل معما و چیستان ہونا یہ سب مضامین انھین کے اشاعت کردہ ہین اسلیے مناسب ہے کہ النجم کے آیندہ نمبرون مین ایک مستقل مضمون کتب مقدسہ کی تحریف و نسخ کی بابت شائع کرون جسمین سرسید کی استدلالات سے اصالۃً اور دوسرے اصحاب سے تبعاً تعرض کیا جائے - واللہ ولی التوفیق -

مرزا صاحب قادیانی کے پیرو

گذشتہ نمبر مین بہ تحریک جناب مولوی کبیر الدین صاحب سکرٹری انجمن مرزائیہ لکھنؤ ایک مضمون لکھا گیا تھا جس سے ناظرین النجم کو یہ اُمید ہوئی ہوگی کہ اب النجم مین ایک جدید مفید بحث کا آغاز ہوگا۔ مگر بدر قادیانی کی تازہ اشاعت نے اس اُمید کو تلف کردیا۔ وہ اپنے پرچہ مورخہ ۱۸۔ جنوری مین لکھتے ہین "رسالۂ النجم پہونچا۔ تبادلہ بخوشی منظور ہے۔ لیکن مباحثہ کے متعلق جو تجویز ایڈیٹر صاحب النجم تحریر فرماتے ہین کہ سلسلۂ احمدیہ کے متعلق ایک مباحثہ النجم مین شائع ہو اور اس کے سوال و جواب بدر مین بھی چھپتے رہین اس کے ساتھ ہمین اتفاق نہین ناظرین بدر اس قسم کے بہت سے مباحثات دیکھ اور سن چکے ہین اور موجودہ ضروریات کے لحاظ سے بدر کے کالموں مین اتنی گنجائش بھی نہین۔ ہان النجم کے جن پرچون مین مباحثات شائع ہوتے رہین گے ہم اُنکا اعلان کردیا کرین گے اور جو شائقین ہونگے وہ خود النجم منگوالیا کرین گے۔"

معلوم ہوا کہ بدر کے اڈیٹر صاحب کو اس مفید و مہذب بحث کا بدر مین شائع کرنا بدو وجہ منظور نہین۔ اول یہ کہ ناظرین بدر اس قسم کے بہت سے مباحث دیکھ چکے ہین۔ دوم یہ کہ اس مباحثہ کے لیے بدر مین گنجائش نہین۔ وجہ اول کا ماحصل یہ ہے کہ مذہبی تحقیقات کو نہ وہ اپنے لیے پسند کرتے ہین نہ اپنے ناظرین کے لیے۔ اور چاہتے ہین کہ جو عقیدہ قائم ہو چکا ہے اسکے خلاف کوئی دلیل کان مین نہ پڑنے پائے اور کسی مخالف کی کوئی آواز انکی یا انکے جماعت کے گوشزد نہو ورنہ انکے اخبار مین مذہبی بحث کے سوا ہی کیا۔ نیز یہ کہنا کہ اس قسم کے مباحثات ناظرین بدر بہت دیکھ چکے ہین۔ میرے فہم ناقص مین شاید درست نہ ہو۔ کیونکہ اولاً جہانتک مجھے علم ہے آجتک باہم فریقین مین کوئی ایسا سلسلہ بحث کا قائم نہین ہوا جسمین فریقین کی تحریر ایک ساتھ بالمقابل دو پرچہ مین شائع ہوتی رہین خصوصاً اس موضوع خاص پر جو تمام خلافیات کی اصل الاصول ہے۔ ثانیاً اگر بالفرض کوئی ایسا مباحثہ اس سے پہلے اسی خاص موضوع پر ہو بھی ہوا اور اسکا طرز و طریقہ بھی یہی رہا ہو تو یہ کیسے معلوم ہوا کہ اس ہمارے مباحثہ مین بھی وہی باتین ہونگی جو مباحثات سابقہ مین تھین۔ ایک جزئی کا قیاس دوسری جزئی پر محتمل خطا ہے۔ وجہ دوم کا ماحصل بھی قریبًا یہی ہے۔ اچھا اگر مان لیا جائے کہ موجودہ مضامین بدر کے نہایت ضروری ہین ناقابل حذف ہین تو کیا یہ ممکن نہین کہ ایک ورق بڑھا دیا جائے

الختصر میری گزارش ہے کہ ایڈیٹر صاحب بدر ایک مرتبہ پھر اسپر غور فرمائین اور اس بحث کی اہمیت کو نظر انداز نہ کرین۔ اس مباحثہ کی تجویز النجم کی قائم کردہ بھی نہین بلکہ آپ ہی کے سلسلہ کی قائم کردہ ہے۔

بدر کی اشاعت مذکورۂ بالا کے بعد جناب مولوی کبیر الدین صاحب کی تحریر پہونچی جو موافق اُنکی استدعا کے بعینہٖ مع جواب درج کیجاتی ہے

وہوا ہذا۔

سوال نمبر ۱ مرزا صاحب اپنے کو کیا کہتے تھے اور کیا کہلوانا چاہتے تھے اور اسپر کیا دلائل انھون پیش کیے؟

جواب از کبیر الدین احمد پہلے اسکے کہ مین آپ کے سوال کا جواب دون۔ یہ عرض کرتا ہون کہ آپ اس سلسلہ عالیہ کے افراد کو اپنے اخبار مین مرزائی یا قادیانی کرکے نہ مخاطب فرمایا کرین۔ کیونکہ بحث مذہب مین ہی نہ کہ نسب وسکونت مین۔ واضح رہے کہ حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد علیہ السلام بموجب حکم الٰہی بروز محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے۔ جیسا کہ نص قرآن سے ثابت ہی۔ لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم = پھر = اما یاتینکم رسل منکم = ولہذا ہمکو آپ احمدی۔ مرلی۔ تو کہہ سکتے ہین نہ کہ مرزائی قادیانی اکبرآبادی۔ قادیانی نہین ہوتا۔ اب مین امید کرتا ہون کہ آیندہ اپنے مخاطب کو آپ کسی ناواجب تنگی مین ڈالنا پسند نہ فرمائین گے اور ہمیشہ کیپٹل حرفون مین لقب احمدی یا مرلی استعمال کرنا قبول فرماوین گے۔

اس مختصر تمہید کے بعد مخفی نہ رہے کہ بہ مصداق حدیث الآیات بعد المائتین۔ یہی زمانہ مسیح موعود علیہ السلام کا ہی اور جیسا کہ عیسیٰ عند منارہ دمشق۔ کی لفظون سے چودہ سو کا عدد مفہوم ہوتا ہی سو وہ مسیح موعود چودھوین صدی کے سر پر آیا۔ اور یہی کہلوانا چاہتے تھے۔ جسکی گواہی آسمان نے دے دی یعنی رمضان مین رمضان کی تیرہوین اور اٹھائیسوین کو کسوف خسوف ۱۸۹۵ء مین ہو چکا۔

ذوالسنین ستارہ جو النجم ستارے سے بہت بلند ہی وہ بھی طلوع ہو چکا۔ دوسری آیات جنمین اس آخری زمانہ کی نشانیان بتلائی گئی ہین یعنی وہ آیات جن مین اول ارضی تاریکی زور کے ساتھ پھیلنے کی خبر دی گئی ہی اور پھر آسمانی روشنی کے نازل ہونے کی علامتین بتائی گئی ہین وہ یہ ہین۔ اذا زلزلت الارض زلزالہا واخرجت الارض اثقالہا وقال الانسان مالہا یومئذ تحدث اخبارہا بان ربک اوحی لہا۔ یعنی آخری زمانہ اسوقت آئیگا کہ جسوقت زمین ایک ہولناک جنبش کے ساتھ جو اسکی مقدار کی مناسب حال ہی۔ ہلائی جائیگی یعنی اہل ارض مین ایک تغیر عظیم آئیگا اور نفس اور دنیا پرستی کی طرف لوگ جھک پڑینگے اور پھر فرمایا کہ زمین اپنے تمام بوجھ نکال ڈالے گی یعنے زمینی علوم زمینی مکر اور زمینی چالاکیان اور زمینی کمالات جو کچھ انسان کی فطرت مین مودع ہین سب کی سب ظہور مین آجائینگی اور نیز زمین جسپر انسان رہتے ہین اپنے تمام خواص ظاہر کر دیگی اور علم طبیعی اور فلاحت کے

ذریعہ سے بہت سی خاصیتین اُسکی معلوم ہوجائینگی اور کانین نمودار ہون گی - اور کاشتکاری کی کثرت ہوجائے گی - غرض زمین زرخیز ہوجائیگی اور انواع واقسام کی کلین ایجاد ہون گی یہانتک کہ انسان کہیگا کہ یہ کیا ماجرا ہے اور یہ نئے نئے علوم اور نئے نئے فنون اور نئی نئی صنعتین کیونکر ظہور مین آتی جاتی ہین تب زمین یعنی انسانون کے دل زبان حال سے اپنے قصہ سنائین گے کہ یہ نئی باتین جو ظہور مین آرہی ہین یہ ہماری طرف سے نہین - یہ خدا تعالی کی طرف سے ایک قسم کی وحی ہے کیونکہ ممکن نہین کہ انسان اپنی کوششون سے اسقدر علوم عجیبہ پیدا کر سکے -　(باقی آیندہ)

جواب مدیر النجم

جناب من - آپ کی تحریر موافق آپ کے فرمانے کے بعینہ مین نے درج النجم تو کردی مگر اصل مبحث کے متعلق مین کچھ لکھنا نہین چاہتا تاوقتیکہ آپ مجھے امور ذیل سے آگاہ نکرین

(۱) مجھے آپ سے زبانی طے ہوگیا تھا کہ یہ بحث النجم و بدر دونون مین چھپیگی اور میرے پاس قلمی مضمون نہ آئیگا لہذا کیا وجہ ہوئی کہ اسکے خلاف آپنے قلمی تحریر میرے پاس بھیجی اور بدر نے اس بحث کے چھاپنے سے انکار کر دیا؟

(۲) اگر زبانی طے شدہ امر کے خلاف آپنے از خود یا بہ حکم خلیفہ صاحب یا بمشورہ ایڈیٹر صاحب بدر کوئی دوسری صورت تجویز کی تھی تو اس سے آپنے مجھے کیون نہ مطلع فرمایا -

(۳) اگر بدر مین اس بحث کے نہ چھپ سکنے کی کوئی معقول وجہ آپ کے پاس ہو تو آپ بیان فرمائین - مجھے یہی صورت جو آپنے تجویز کی ہے بسر و چشم منظور ہوگی مگر ساتھ ہی آپکو یہ اطمینان دلانا ہوگا کہ ایسا تو نہ ہوگا کہ آیندہ چل کر کسی وقت مین قبل از تکمیل بحث و ظہور نتیجۂ بحث حضرت خلیفہ صاحب آپکو بحث سے روک دین اور آپکو اُنکے حکم سے مجبور ہوکر رُک جانا پڑے - مین نے سنا ہے کہ بھاگلپور کے مناظرہ مین (جو سال گزشتہ مین ہوا تھا) ایسا ہی ہوا - اس کی صورت یہ ہے کہ آپ مجھے اس امر سے آگاہ فرمائین کہ آپنے ان مباحثات کی اجازت حضرت خلیفہ صاحب سے لیلی ہے - یا قبل از تکمیل و ظہور نتیجہ حضرت خلیفہ صاحب کی ممانعت پر کاربند نہ ہونگے - امور مذکورۂ بالا سے مطلع ہوجانیکے بعد مین اصل بحث کیطرف ملتفت ہونا اپنے فرائض سے سمجھونگا - آخر مین آپکی اس درخواست پر توجہ کرتا ہون کہ آپکو مرزائی یا قادیانی نہ لکھا جائے - احمدی یا مرزی لکھا جائے - مگر ان القاب سے مقصود امتیاز ہے وہ لفظ مرزائی سے حاصل ہے - کوئی تنقیص آپکی نہ اس لفظ سے ہوتی ہے نہ میری نیت ہے بخلاف اسکے لفظ احمدی سے امتیاز نہین ہو سکتا - کیونکہ احمدی مین اگر حضرت سید الرسل علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف نسبت ہے تو سب مسلمان اسمین مشترک ہین اور اگر کسی دوسرے کیطرف نسبت ہے تو زیادہ مشہور نسبت امام ربانی شیخ احمد سرہندی کی ہے انکے سلسلہ کے لوگ صدیون سے اپنی تحریرات اور مہرون مین اپنے اپنے کو احمدی لکھتے ہین - رہا مرزی - وہ علاوہ برین مشہور بھی نہین ہے

قربانی کیلئے فریادین

النجم کے گذشتہ نمبر مین کچھ واقعات ضلع مونگیر کے بعض قصبات کے متعلق درج ہوچکے ہین اب اُن واقعات کا تتمہ درج کیا جاتا ہی۔

یہ مین پہلے لکھہ چکا ہون کہ قربانی کے مسائل مین مولوی عبدالرؤف صاحب دانا پوری نے ایک نہایت عمدہ اور جامع رسالہ تالیف کیا ہی مین نے اسکو دیکھا ہی اور اس قابل سمجھتا ہون کہ تمام مسلمان اُس سے آگاہی حاصل کرین اور ان مضامین کو مناسب طریقہ سے اپنے مقامی حکام اور نیز لوکل گورنمنٹ کے گوشگزار کرین امید ہی کہ اس سے اچھا فائدہ حاصل ہو اور بعض حکام کی ناواقفیت سے جو رکاوٹین اس فریضہ مین پیش آجاتی ہین وہ نہ پیش آئین۔

تاریخ (۱۰) ذیحجہ کو دس بجے دن کو قصبۂ بریگھہ اور اسکے قرب و جوار کے تخمیناً دو سو مسلمان مع منشی عبدالرحمن و منشی عبدالعزیز منصرم تھانہ اندرون مسجد محلہ پر جبکہ نمازین مصروف ہوے۔ بریگھہ اور اسکے قرب و جوار کے ہنود جو قبل سے اِدھر اُدھر تاک مین چھپے ہوے تھے موقع پاکر کھلے دروازون کے مکانات مین بے تکلف اور مقفل مکانات کے قفل توڑ کر اندر گھس آئے۔ اور قربانی کی گائین اور مکانات کی موجودہ اشیاء کو لوٹ کر لیگئے۔ اور عورتون کی بے حرمتی کی۔ بعد نماز کے مسلمانون کو خبر ہوئی۔ منصرم موصوف نے نمازیون کو جوش مین دیکھکر انکو روک کر گاؤن کے والانے اور قربانی کرادینے کا وعدہ کرکے ہنود کی جماعت کے قریب جاکر بہت کچھ فہمائش کی لیکن ہنود نے برعکس منصرم بیچارے کو مارنا شروع کیا۔ چوکیدارون نے ہنود کو اس حرکت سے بہت روکا۔ اور منصرم صاحب کو چوکیداران نے اپنی حراست مین لیکر تھانہ کے اندر پہونچادیا ہنود نے تھانہ کا محاصرہ کیا۔ منصرم نے تھانہ کا کواڑ بند کردیا اُنکو موقع تھانہ شیخپورہ مین بھی اطلاع کا نہین دیا۔ اس خبر کو سنکر اطراف و جوانب کے ہندوون کی جماعت جوق جوق پہونچکر چارون طرف شہر اور مسلمانون کے مکانات کا محاصرہ کرلیا۔ بعض مسلمان موقع پاکر فرار ہوے اور اسٹیشن شیخپورہ پہونچکر صاحب کلکٹر مونگیر کو تار دیا۔

۱۱- ذیحجہ دس بجے دنکو۔ دس ہندو اور دو مسلمان جملہ بارہ سپاھی گارد کے مع انسپکٹر مونگیر سے پہونچے۔ انسپکٹر ہندو تھا۔ اُسنے دونون مسلمان گارڈ کے سپاہیون کی بندوق رکھواکر ہندو سپاہیونکو مسلح اندرون شہر گشت کرنے کا حکم دیا۔ بعدہ خود انسپکٹر مذکور مع سب انسپکٹر ہندو تھانہ بریگھہ مل کر محلہ پر گئے۔ وہان ہنود بریگھہ و کھیتل پورہ و منڈای و تواپچک و سانوس و چھیانوان و اونانوان وغیرہ میں بچیس بستیون سے جمع ہوکر بمقابلہ دونون انسپکٹر و سپاہیان گارد کے۔ شراب خانہ اور جوتے کی دکان اور لکڑی کے گودام کو وقت ۱۲ بجے دن کے خوب لوٹا۔

۱۲- ذیحجہ کو موضع گیلانی کے بعض مسلمانونکی اعانت سے دوسرا اسٹیشن کاشی چک سے صاحب کلکٹر مونگیر کو

دیا- جسپر ۱۳- ذیحجہ ۹ بجے دن کو صاحب سپرنٹنڈنٹ مونگیر سے محلہ پر پہونچے- اُسوقت ہنود ادھر اُدھر ہوگئے- جن مکانات سے ہنود گاؤن لیگئے تھے اُنکے موقع بندھے رہنے کو اور جن مکانات سے اور جیزین لوٹکر لیگئے تھے- سب کو بچشم خود ملاحظہ کرکے بعد تحقیقات لازمہ کے انسپکٹر مونگیر و سب انسپکٹر بریگہیہ پر بہت رنجیدہ اور غصہ ہوکر کہا کہ "تم لوگون نے ہندوؤن کی سازش مین آکر مسلمانون کے مکانات کو لٹوایا اور کسی طرح کی خبر یا تار ہمکو نہین دیا" اور انسپکٹر مونگیر کو چھ دن بریگہیہ مین رہکر لٹیرے وغیرہ مجرم ہنود کا چالان کرنے اور گرفتاری کا حکم دیکر بعد ۴ بجے دن سپرنٹنڈنٹ صاحب مونگیر روانہ ہوگئے مونگیر پہونچکر صاحب سپرنٹنڈنٹ نے اپنا تحقیقاتی رپورٹ داخل کردیا- چونکہ انسپکٹر و سب انسپکٹر و کورٹ انسپکٹر ہندو ہین- اسلیئے رپورٹ مذکور کی نقل مسلمانونکو دستیاب ہونا غیر ممکن-

نالش باضابطہ گاسے کے لیجانیکی ۱۰۲ مدعاعلیہم پر دائر ہوگئی ہی- چونکہ انسپکٹر و سب انسپکٹر کا حال ظاہر ہی اسلیئے صرف ۱۲ مدعاعلیہم مجرم قرار دیئے گئے جنمین چھ مدعاعلیہم پانچ پانچ سو کی ضمانت پر چھوٹے ہیں- بقی چھ پر وارنٹ جاری ہی- انسپکٹر نے اپنی رپورٹ مین جگہ بسمول اور خوشحال مدعاعلیہم سرغناؤن کو متروک کیا ہی- تاریخ مقدمہ کی ۸ و ۹ جنوری مقرر ہی- فقط راقم غ- ف-

مراسلۂ دوم

متعلق

عشرۂ محرم لکھنؤ

(نامہ نگار اپنی تحریر کے خود ہی ذمہ دار ہین)

سوے صحرا نے پے سیر و تماشا آمدیم
بے تو بر ما شہر تنگ آمد- بصحرا آمدیم

جب سے لوکل گورنمنٹ نے محرمی مراسم کے متعلق خاص احکام جاری فرمائے ہین سنیون مین محرمی مراسم کا گویا خاتمہ ہی ہوگیا- اور سنیون نے عموماً اُس دلشکن بات کو محسوس کرلیا کہ شارع عام پر صرف صحابۂ کرام کی تعریف اور مدح فریق ثانی کی تبراگوئی کے مثل قرار دیگئی ہی- اگرچہ اُنھون نے بطور اظہار ناراضی تعزیہ داری کو یک قلم ترک کردیا- عذرات معقول کو متعدد مموریلون کے ذریعہ سے حکام عالیمقام کے روبرو پیش کیا- لیکن باوقات مختلف درخواستون کے خارج ہونیسے یہ معلوم ہوگیا کہ مدح صحابہ ایک ایسا قبیح جرم ہی کہ زمانہ ہولی کے فحش وگالی سے بھی اسکا درجہ بڑھا ہوا سمجھا گیا ہی- جسکی کبھی کسی صورت مین بھی حکام انتظامی اجازت نہین دیسکتے خیر یہ تو حکام کی مصلحت ہی- ص

دوسری طرف شنونگر قدیمی عنایت فرماؤن نے نہایت سنجیدگی کے ساتھ یہ شہرت دینا شروع کردی کہ سنیون مین جو ایک عارضی ناراضی پیدا ہوگئی تھی اب وہ بالکل رفع دفع ہوگئی -

جسکا ثبوت یون بہم پہونچایا گیا کہ (۱) کُل شیعونکا متفقہ مجمع (جو پہلے مختلف کربلاؤن مین منقسم رہتا تھا) یکجا کیا گیا۔ (۲) ہندوون کو جو پہلے سنیون کے ساتھ تھے۔ اپنی کربلا مین خاص کوشش سے ملایا اور بلایا گیا۔ (۳) حتی الامکان سُنّی فردورون کے سر پر تعزیے کربلا پونہچائے گئے (۴) دیہات کی سُنّی رعایا کو نیز دو غلے سنی نما شیعون کو مالی اعانت دیکی تعزیہ دار بناکے مجمع دکھایا گیا۔ غرضکہ مختلف تدابیر سے حکام کو یہ باور کرانا چاہا کہ ۴۸ سُنّی جو تین تین ماہ کیلیے جیلخانہ آباد کر آئے تھے یا تیس تیس روپے جرمانہ دے آئے تھے۔ اُنکی یہ کارروائی اُنھی مصنوعی جوش دکھانے کو تھی اور وہ مصنوعی جوش بھی محض وقتی تھا جواب زائل ہوگیا۔ اب مدح صحابہ کو عادل گورنمنٹ کی نظر مین ایسا جرم سنگین دیکھکے اس درجہ مسرور ہوے کہ عید بقر عید چھوڑ کے عشرۂ محرم مین اپنے مہربانون سے بغلگیر ہونیکو کربلاے تال کٹورہ مین آملے۔ خود انکا سکوت انکے سکون کا اظہار کر رہا ہی۔ اِن امور سے سنی و شیعہ مین باہمی تصادم کا سخت اندیشہ پیدا ہوگیا تھا۔ لیکن خدا کی قدرت کہ سال حال مین خود بخود عوام کو یہ خیال پیدا ہوا کہ امسال ہمارے بادشاہ بنفس نفیس ہندوستان مین موجود ہین لہذا کوئی بات ایسی نکرنا چاہیے کہ جس سے لکھنؤ۔ اور حکام انتظامی بدنام ہون۔ جسکے لیے اس سے بہتر کوئی صورت نہ تھی کہ جہانتک ممکن ہو اشتعال دلانیوالے مخالفین سے

علیحدہ ہی رہین۔ لہذا غریبون نے شعر عنوان پر عمل کر کے چھونکٹورہ (جو شہر سے تقریبًا چار میل فاصلہ پر کاکوری کے راستہ مین ہی جہان چند سال پہلے جبکہ سنیون کو کوئی ناراضی نہ تھی باجازت حکام عشرہ و چہلم کو مجمع ہوتا تھا شربت اور کھانے حاضرین کو تقسیم کیے جاتے تھے اور مدح صحابہ پڑھی جاتی تھی) کا رُخ کیا۔ ارادہ تھا کہ ایک جگہ بیٹھکے اپنے مذہبی طریق پر موافق فتاوای علمای کرام کے بیان شہادت کیا جائے۔ گورنمنٹ کے عدل و انصاف پر تمام کو بھروسہ دلانے، فتنہ و فساد سے باز رہنے اور مخالفین کی اشتعال انگیزیون پر صبر سے کام لینے کی فہمائش کردیجائے اور ایصال ثواب کے لیے غربا کو کھانا وغیرہ تقسیم کردیا جائے لیکن بُرائے قسمت۔ بقول غالب

مین نے چاہا تھا کہ اندوہِ وفا سے چھوٹون
وہ ستمگر مرے مرنے پہ بھی راضی نہ ہوا

یعنی سنیون کے خیرخواہون نے جس رنگین عینک سے حکام کو یہ واقعہ دکھایا۔ حکام نے اُسی رنگ سے دیکھا اور سنیونکو بیان شہادت سے بھی روک دیا۔ اسوقت جو بے شر۔ صلح پسند سنیون کا مجمع چھولکٹورہ مین تھا اُسکی زبان حال پر یہ شعر جاری تھا ؎

گر اضطراب نہ دارم ز آرمیدن نیست
شہید عشق ترا فرصتِ طپیدن نیست

کئی روز پہلے سے پھول کٹورہ مین اس مجمع کی خبر مشہور تھی اور پولیس کا انتظام بھی گورنمنٹ کی طرف سے کودیا گیا تھا۔ جس سے تمام سنیون کو یہ خیال قائم ہوگیا تھا کہ یہ مجمع کسی طرح حکام کے خلاف مرضی نہ ہوگا اسی خیال نے ہر طبقہ کے لوگون کو وہان کھینچ لیا۔ گو زیادہ تر اخیر طبقہ کے لوگ تھے مگر متوسط درجہ کے لوگ بھی کم نہ تھے۔ ہان اعلی طبقہ جو مذہب سے بحث ہو رہا ہی البتہ وہان نہ تھا جسکا نہونا جائے تعجب یا محل شکایت نہین۔

سنا جاتا ہی کہ عاشورہ سے ایک روز پہلے ایک خاص شخص کو (جسکی نسبت یہ خیال دلایا گیا تھا کہ بانی و منتظم اس مجمع کا ہی) کہین ہٹا دیا گیا۔ اور عین عاشورا کے روز بعض حکام والا مقام نے موقع پر پہونچکر اپنے طرز عمل سے یہ ظاہر فرما دیا کہ یہ مجمع حکام کے خلاف مزاج و مخدوش ہی۔ ایک شامیانہ جو نصب کیا گیا تھا بحکم حاکم گرا دیا گیا۔ اور مدح صحابۂ کرام کی قطعی ممانعت کردی گئی جسکی وجہ سے سنی بیان شہادت سے بھی معذور ہوگئے یہ بھی سنا گیا ہی کہ سنیون مین اُسوقت ایسی دل شکستگی پیدا ہوئی کہ جو کھانا اُنھون نے تقسیم کیلیے تیار کرنا چاہا تھا اور کچھ تیار بھی ہوچکا تھا کچھ ہو رہا تھا۔ سب وہین اُلٹ دیا۔ کسیکو تقسیم نہ کیا۔ کھانے کی دیگین زمین پر اُلٹی ہوئی جس حسرت کا اظہار کر رہی تھین قابل بیان نہین۔ ؎

حسرتین تیری سر پٹکتی ہین
مرگ فرہاد کیا کیا تو نے

بعد اسکے وہ مجمع ناکام و نامراد بغیر بیان شہادت وہان سے واپس آگیا۔ چہ خوش گفت ؎

کیا ہوا۔ شمعِ حرم تو نے بجھائی اي دوست
دیر کے شعلہ زبانون نے تجھے داد تو دی

راقم خود اِس مجمع مین موجود تھا۔ لیکن یہ واقعات یعنی شامیانہ کا بحکم حاکم گرایا جانا اور مدح صحابہ کا وہان بھی ممنوع قرار دینا راقم کے خود دیدہ نہین ہین۔ مجمع کے منتشر ہوجانیکے باعث سے مفصل واقعات کا معلوم ہونا اُسوقت تو بالکل محال تھا اور لطف یہ ہے کہ اب بھی دشوار ہے اگر کسی طرح معلوم ہوسکے تو انشاء اللہ تعالی پھر لکھونگا

فقط راقم۔ م۔ ب۔

عقد ام کلثوم

اس عنوان پر ایک مضمون النجم کے کسی گذشتہ جلد مین شائع ہوچکا ہی جسمین نواب صاحب رامپور کے ایک عزیز سے گفتگو ہوئی تھی۔ اسوقت ایک مراسلہ اسکے متعلق درج ہوتا ہے طویل ہونیکے باعث سے ایک نمبر مین ختم نہ ہوسکا انشاءاللہ دوسرے نمبر مین ختم کیا جائیگا۔ نفاست مضمون کی وجہ سے طول کا خیال نہین کیا گیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت جناب مولانا صاحب ایدکم اللہ بروح القدس ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - اگرچہ مجھکو فرصت نہایت ہی قلیل ہے - مگر کبھی کبھی بتقاضاے شوق کچھ نہ کچھ لکھنا ہی پڑتا ہے - فی الحال میرے پاس اصلاح بابت ماہ جمادی الاولے ۱۳۲۹ھ موجود ہے - جس مین مضمون "عمر داماد" کی (جو کسی اہل حدیث اخبار مین تھا) تردید کی ہے - چونکہ یہ تحریر سراسر اغلاط و تلبیسات پر مبنی ہی لہذا جواب باصواب مرسل خدمت ہے - امید قوی ہی کہ آپ مہربانی فرماکر بذریعہ النجم شائع فرمائینگے اور حق کا جلال دکھلا دینگے - والسّلام

عقد ام کلثوم کی بابت قطعی فیصلہ

شیعہ حضرات کی بدزبانی اور تہذیب کا معاملہ اظہر من الشمس ہے - کہ خود ہزارہا اصحاب رسول اللہ اور لاکھون مسلمانون کو (کوئی معمولی گالی نہین بلکہ) لعنت کے سوا دوسرے الفاظ سے یاد نہین کرتے - اگر کوئی مسلمان کسی حق بات کا اظہار کردے تو اُسپر دل آزاری اور دلشکنی کا الزام رکھتے ہین - ایک مشہور مثل ہے - تمدغ و تصیح (کہ خود ہی ڈونک مارے اور خود ہی چیخے)

ہم نہایت افسوس سے کہتے ہین کہ ایسے بیہودہ فعل سے حضرات اہل بیت جابجا منع فرماتے رہے ہے - چنانچہ حضرت علیؑ نے فرمایا - انی اکرہ لکم ان تکونوا سبابین - (مین تمہارے لیے گالی گلوج دینے کو برا جانتا ہون - نہج البلاغۃ)

مگر ان حضرات کے نزدیک حضرت علی ہی کی کیا وقعت تھی جو انکے کلام کی سماعت ہوتی - برابر اپنی ضد پر جمے رہے - ائمہ نے بہت کچھ بُرا بھلا کہا - مگر کون سنتا ہی - یہان تو مدنظر ہی اور کچھ ہی - اسلام مین رخنہ اندازی کرین مگر محبت اہل بیت کے پردے مین - لیکن نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا

ہر ذی عقل کو اس بات پر تعجب ہوگا کہ شیعہ حضرات کو اپنے ائمہ یا اُنکی اولاد کی شادی کے ذکر سے رنج ہوتا ہی اور باعث دلشکنی ہی - پھر نہ معلوم اُنکے محب کس منہ سے بنتے ہین - ہان جب تک محب نہ بنین گے اہل بیت رسالت کی توہین قابل قبول کیونکر ہوگی - مسلمانون مین اختلاف کیونکر پڑیگا - اور جب کوئی خوشی کا معاملہ ہو تو اُسے ایذا و دلشکنی سے کیونکر تعبیر کرینگے - اسی لیے بضعۃ الرسول فاطمۃ البتول علیہا السلام کو اہل بیت سے خارج کرکے غم مناتے ہین - اور فقط خیالی بارہ امامون کے سوا سب اولادِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل بیت نہین مانتے - تو اب وہ دین اسلام انکا تابع ٹھہرا - جو یہ فیصلہ کرین وہی اسلام کو قبول کرنا پڑے - انا للہ وانا الیہ راجعون -

اسی طرح حضرت حُسین کا غم خارجی طور پر دکھاتے ہین ورنہ درحقیقت انکے برادر امام حسن کی توہین و تذلیل کرتے ہین - وہ کون ہین ؟ جنھون نے اُنکو مسود وجوہ المومنین - و - مذل المومنین کا خطاب دیا - (یہ القاب

شیعون نے امام حسن کو دیئے ہین۔ یعنی مسلمانون کا منہ کالا کرنیوالے اُن کو ذلیل کرنیوالے)

حُبّ اہلبیت کا جھوٹا دم بھرتے ہین۔ حالانکہ بیسیون اہل بیت کو دوزخی و جہنمی بتلاتے ہین۔ حضرت زید بن علی بن حسین اور انکے سب اتباع کو کافر و جہنمی کہتے ہین۔

اور حضرت علی فرماتے ہین۔ لقد رأیت اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فما اری احداً یشبہہم منکم آہ۔ مین نے صحابۂ رسول کو دیکھا۔ انکے ایمان و اسلام مین تمھارا ایک بھی مشابہ نہین وہ لوگ سچے تابعدار تھے ہر وقت حضرت کے فرمانبردار (نہج البلاغت) مگر افسوس یہ ہے کہ اگر شیعہ اُن صحابہ کو اپنے برابر ہی سمجھ کر چپ ہو رہتے تو بھی غنیمت تھا۔ نہین۔ بلکہ انکو اسفل السافلین پہونچانے کا بیڑا اُٹھالیا۔ کیا یہی حضرت علی کی اتباع ہے۔ من چہ می سرایم و طنبورہ من چہ می سراید

اسی لحاظ سے یہان وہ تقریر جو ملا باقر مجلسی اپنی کتاب تذکرۃ الائمہ مین لکھتے ہین یقیناً صحیح ہے۔

"بدانکہ اہل کوفہ با دعوے تشیع ہمہ منافق بودند و با جناب حضرت امیر المومنین علیہ السلام و جناب حضرت امام حسن علیہ السلام و جناب حضرت امام حسین علیہ السلام کردند۔ آنچہ کردند ظاہر و معلوم بر ہمہ کس است۔ و دشمن بنی امیہ ہم بودند ہر چند خروج بر آنہا خواستند بعدم رئیسی نتوانستند آخر تلبیس کردہ یکبیک از شیعہ گفتند کہ شما وجوب امر بالمعروف میدانید و بظلم و فسق بنی امیہ خروج بر آنہا کردن فرض و اگر خروج نہ کنیم کافر باشیم۔ قومے از شیعہ فریب خوردند و غرض آنہا آن بود کہ بقیہ اہل بیت رسالت را بر طرف کنند۔" یعنی تمامی اہل کوفہ باوجودیکہ شیعہ تھے سب منافق تھے اور حضرت علی و حسن و حسین علیہم السلام سے جو کچھ اُنھون نے کیا ظاہر و معلوم ہے اور بنی اُمیہ کے دشمن بھی تھے بہت مرتبہ اُنپر خروج کرنا چاہا مگر سردار کے نہ ہونیسے معذور رہے۔ آخر تلبیس کرکے ہر ایک سے کہا کہ تم سب وجوب امر بالمعروف کو مانتے ہو۔ پھر ظلم و فسق بنی اُمیہ کے سبب سے اُنپر خروج فرض ہے اگر ہم نہ نکلین گے تو کافر ہو جائین گے ایک گروہ شیعہ نے فریب کھایا اور سب شیعون کی غرض یہ تھی کہ اہل بیت نبی کو برطرف کردین۔

اس عبارت سے چند فوائد حاصل ہوے۔ اول یہ کہ شیعیان علی سب منافق تھے اور شیعیان حسن و حسین بھی سب کے سب منافق تھے بلکہ اصلی دشمن تھے اسکے دلائل اگرچہ بکثرت ہین۔ مگر شاہد صدق حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سچی شہادت جو ایک مدت کے تجربے کے بعد ہوئی نقل کی جاتی ہے "اصبحت واللہ لا اصدق قولکم ولا اطمع فی نصرکم" کہ خدا کی قسم مین اب کبھی تمھاری تصدیق نہ کرونگا اور نہ تمھاری مدد کی طمع رکھونگا" فقط عدم تصدیق پر اکتفا نہ فرمایا بلکہ خدا کی قسم بھی ساتھ لاحق کی۔ تاکہ کوئی تقیہ نہ سمجھے۔

۱ ؎ حضرت علی کے سب اقوال نہج البلاغت سے منقول ہین۔

اور چونکہ شیعہ حضرات ائمہ کو سچا نہین سمجھتے- اسوجہ سے قسم بھی بڑھادی- تاکہ تاویل کی گنجائش نہ رہے- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شیعہ کی کبھی تصدیق نہ کرنی چاہیے ناظرین ہماری اس تحریر کو دیکھکر بہت محو حیرت ہونگے مگر ذرا تسلی سے دیکھیے آگے ہم خود دلائل و شواہد لائینگے فقط ایک شاہد اور بھی سنیے کہ تقیہ کیا شئی ہے اسکی بابت انکی تصدیق امیر المومنین نے نہ کی- نو حصے دین کے تقیہ مین ہین (کما فی الکافی وغیرہ) جس دین کے نو حصے جھوٹھ ہو وہ خود کسقدر سچا ہوگا- معلوم شد بافندگی معلوم شد بافندگی دوم حضرت علی و حضرات حسنین کے قاتلین و برباد کنندہ یہی شیعہ ہین جسکی شہادت خود ملا باقر مجلسی "کردند آنچہ کردند" فرماکر دے رہے ہین- حضرت علی نے اس طور سے شہادت دی ہے

"قاتلکم اللہ لقد ملأتم قلبی قیحا و شحنتم صدری غیظا و جرعتمونی نغب التہمام انفاسا و افسدتم علی رایی بالعصیان والخذلان"

(اے شیعو) خدا تمھین غارت کرے تمنے میرے دل کو پیپ سے بھر دیا اور میرے سینہ کو غصہ سے بھر دیا اور پے در پے غم کے گھونٹ مجکو پلائے اور میرے حکم کی نافرمانی کرکے میرا کام بگاڑ دیا" یہ سب الفاظ ایسے ہین جن سے صاف دشمنی اور عداوت ٹپک رہی ہے- سوم یہ کہ شیعہ فی الحقیقت دشمن بنی امیہ کے تھے اور چونکہ انکو کوئی بہانہ نہ ملا- انھون نے اہل بیت کی محبت کے نام سے اپنے آپکو چھوڑے- اور دل کی آگ نکالی در وہ سچے محب نہ تھے (چہارم) یہ کہ شیعہ ملبسین مثل ابلیس کے ہین- اسکی شہادت حضرت علی کے کلام مین بکثرت ہے- مگر منجملہ اُنکے ایک نقل کیجاتی ہے-

"اضرع اللہ خدودکم لا تعرفون الحق کمعرفتکم الباطل ولا تبطلون الباطل کابطالکم الحق" خدا تمھارے (شیعو تمھارے) چہرے ذلیل و خاک آلودہ کرے تم لوگ حق کو نہین پہچانتے جیسا کہ باطل کو پہچانتے ہو اور باطل کا رد نہین کیا کرتے جیسا کہ حق کا رد کرتے ہو" اللہ اکبر- امیر المومنین بھی عجیب تجربہ کے آدمی تھے- اُنھون نے صاف کہدیا کہ شیعہ کبھی حق کو نہین پہچانتے اور ہمیشہ حق کا رد ہی کیا کرتے ہین- چونکہ خوف طوالت مانع ہے ورنہ اس جگہ بہت سے فوائد لکھتا-

ملا باقر مجلسی نے جو اُن شیعون کو ملبسین بتلایا ہے اس وجہ سے کہ انھون نے امر بالمعروف کو واجب بتلایا- حالانکہ شیعون کے نزدیک گمراہ کرنا واجب ہے- کافی مین ہے کہ اس دین کا ظاہر کرنیوالا ذلیل ہوگا اور پوشیدہ رکھنے والا عزت پائیگا- پنجم یہ کہ تمامی شیعہ کی غرض یہی تھی کہ اہل بیت نبی کو جدا کردین اور دور کرین- کیا کہنا- ملا باقر مجلسی نے اصل مقصود بتلا دیا- اور سچ یہی ہے کہ شیعہ حضرات کے مذاہب کی بنیاد ہی یہی ہے- اور چونکہ یہ مذہب یہود سے لیا گیا ہے بھلا یہود کب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یا آپ کی اولاد کو زندہ رکھنا چاہتے تھے- سچ کہا ہے- کل اناء یترشح بما فیہ- اس تقریر سے ایک

انصاف پسند حق کا جاننے والا باطل کا رد کرنیوالا ضرور معلوم کر سکتا ہی کہ کیا یہی لوگ محب اہل بیت ہیں جو ہمیشہ اُنکے برطرف کرنے کی فکر میں رہے ہوں۔ اور نیست و نابود کرتے جائیں اُنسے منافقانہ برتاو برتیں ؟ ہرگز نہیں۔

ایہا[1] المدعی سلیمی سفاھاً

لست منہا ولا قلامۃ ظفر

اصلاح نے ایک مضمون بابت ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ بعنوان "عمر داماد ابوبکر ارادۃً" طبع کیا ہے جسمیں اخبار اہل حدیث کا رد کرنا چاہا۔ ولیکن اصل دلیل پر ایک حرف نہ لکھا۔ وہی اپنے پرانے شیوہ کے دستور کا کاربند ہوا جیسے ملا باقر مجلسی لکھ چکے ہیں۔ مگر دعوی بڑے زور شور کا کیا۔ اسکی وجہ یہ ہی کہ اُسنے چند رسالے اس مضمون میں شیعوں کے دیکھ لیے وہ سمجھا اسکا کون جواب دیگا مگر یہ نہ خیال کیا۔ لکل فرعون موسیٰ"۔

عنوان ہلا ایسا بمعنی رکھا جسکے خیال کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ جناب کو دو طرح کی دامادی ہونیکا اعتراف ہی ایک ارادۃً دوم حقیقی یا جو کچھ وہ نام رکھیں؟ اگر ایسی دامادی صحیح ہوجائے تو پھر شیعوں کے تمام ائمہ کا ایک ایک شخص داماد بنجائیگا۔ اور جناب کو یہ بھی نہ سوجھا کہ اس صورت میں عمر داماد رسول ارادۃً وابوبکر داماد رسول ارادۃً ہوجانا تسلیم کرنا پڑیگا اور ہزارہا آدمیوں کو اپنا داماد ارادۃً بنانا پڑیگا۔ خیر۔ آپ نے کسی طرح کی دلیل کا نام تک نہ لیا کچھ تبرہ بازی اور کچھ اول جلول عبارتیں ادھر اُدھر کی نقل کر کے کاغذ سیاہ کیے۔

ہم یہ چاہتے ہیں کہ پہلے اہل تشیع کی اُن روایات کو نقل کریں جنمیں اثبات نکاح امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ با اُم کلثوم بنت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا ہی اور مختصر دلائل بتلائیں پھر انکے اقوال کا کچا چٹھا کھول کر دکھلادیں کہ (ومنہم اُمیون لایعلمون الکتاب الا امانی وان ہم الا یظنون) کا کون مصداق ہی۔ اور اخیر بحث میں یہ بھی شہادت ظاہر کرینگے کہ اصحاب ثلثہ کے محب کون ہیں اور مبغض کون۔ وما توفیقی الا باللہ۔

(۱) عن ابی عبداللہ علیہ السلام فی تزویج ام کلثوم فقال ان ذلک فرج غصبناہ۔ (کافی) حضرت جعفر صادق سے حضرت عمر کا ام کلثوم سے نکاح کرنے کی بابت دریافت کیا گیا تو آپ نے جواب دیا کہ ایک شرمگاہ ہی جو ہمسے غصب کی گئی ہے (مسلمان ان شرافت بھرے الفاظ پر نظر کریں)

(۲) اول فرج غصب منا"۔ یہ دوسری روایت ہے کہ ام کلثوم پہلی شرمگاہ ہی کہ ہمسے چھینی گئی

استفاثہ۔ اب علماے شیعہ نے جو اسکے معنی لکھے ہیں وہ بھی سن لیجیے۔ قاضی نور اللہ شوستری و ملا کشمیری

[1] اے سلیمی کے عشق کے مدعی تجھے اس کیا سروکار تو اسکے ناخن کی کترن بھی نہیں ہے

اور مولوی سید محمد مجتہد صاحب وغیرہ سب نے یہی لکھا ہے کہ یہ نکاح ام کلثوم کا حضرت عمر سے اول نکاح ہے کہ اہل بیت سے بلا رضائے اولیاء بطریق اجبار و اکراہ کیا گیا ہے۔ ان صاحبوں کی تقریر سے صاف واضح ہو گیا کہ ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر سے ہو گیا تھا۔ یہ کہ نکاح ہی نہ ہوا ہو۔ مگر یہ خیال ہے کہ غصب فرج کے معنی نکاح کرنا گویا امام کو صریحاً جھٹلانا ہے۔ اگر ایسا ہی تھا تو انھون نے صاف کیون نہ کر دیا جبکہ ایسا قبیح لفظ "غصب فرج" کا بولدیا تو کیا اب بھی کوئی تقیہ تھا؟ ہرگز نہین۔

(۳) عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال لما خطب الیہ قال لہ امیر المومنین انہا صبیۃ قال فلقی العباس فقال لہ مالی ابی باس فقال وماذاک قال خطبت الی ابن اخیک فردنی اما واللہ لاعورن زمزم ولا ادع لکم مکرمۃ الا ہدمتہا و لاقیمن علیہ شاہدین بانہ سرق ولاقطعن یمینہ فاتی العباس فاخبرہ وسالہ ان یجعل الامر الیہ فجعلہ الیہ (کافی) حضرت جعفر صادق سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر نے ام کلثوم کی بابت منگنی کی تو حضرت علی نے عذر کیا اور کہا وہ بچی ہے۔ پھر حضرت عمر نے حضرت عباس سے ملاقات کی اور کہا کہ اے عباس کیا ہو گیا علی کو کہ مین نے منگنی کی اور اسکو رد کر دیا۔ خبردار قسم خدا کی زمزم تمسے علیحدہ کر دونگا اور تمھارے لیے کوئی شرافت نہ ہوگی کہ اسکو نابود نہ کرون اور دو گواہ علی پر قائم کرکے چوری کے معاملہ مین ہاتھ کاٹ دونگا۔ تب حضرت عباس نے آکر حضرت علی سے یہ ماجرا بیان کیا اور یہ طلب کیا کہ ان کو وکیل و ولی بنا دین۔ حضرت علی نے وکیل بنا دیا۔

اس حدیث مین اگرچہ نکاح ہونیکا ذکر نہین ہے مگر چونکہ سوال اس بات سے تھا کہ ام کلثوم کا نکاح کس طرح ہوا اسلیے یہ حالت بیان کر دیگئی اور اصل مقصود جو سائل مسئول کے نزدیک ثابت ہے اسکے ذکر کی چندان ضرورت نہ رہی۔ اور چونکہ پہلی حدیث مین صاف۔ اول فرج۔ اور۔ فرج غصبنا۔ موجود ہے پھر اسمین چندان تصریح کی بھی ضرورت نہ رہی

(۴) واما انکاحہ فقد ذکرنا فی کتاب الشافی الجواب عن ہذا الباب مشروحا وبینا انہ علیہ السلام ما اجاب عمر الی نکاح ابنتہ الا بعد توعد وتہدد ومراجعۃ ومنازعۃ آہ (تنزیہ الانبیاء) یعنی حضرت علی کا ام کلثوم کو نکاح مین حضرت عمر کے دینا (جو ثابت ہے) اسکا جواب شافی مین شرح دیا ہے (جسکا مقصود یہ ہے) کہ حضرت علی نے قبول نہین کیا تھا مگر جب حضرت عمر نے بہت دھمکایا اور ڈرایا۔ اور بہت ہی آنا جانا اور جھگڑا ہوا۔ جسکے بعد حضرت علی مرتضیٰ نے نکاح کروا دیا۔ یہان ابنتہ کا لفظ صریح ہے جسکے معنی بیٹی اور ضمیر جو حضرت علی کی طرف ہے یہ شہادت صاف ہے کہ نکاح ہو گیا تھا اور اسکا انکار ممکن نہین ہے۔

(۵) اگر نبی دختر بعثمان داد۔ ولی دختر بعمر فرستاد

(مجالس المومنین) اگر نبی نے لڑکی عثمان کو دی تو ولی نے بھی لڑکی عمر کو دی - یعنی جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کو لڑکی دی ویسا ہی حضرت علی نے بھی عمر فاروق کو لڑکی دی

(۶) ام کلثوم را بجور و تعدی عمر بعقد خود در آورد بمہر چہار ہزار دینار طلا نقدا و چہار سالہ بود و بر دامن خود نشاند - بدست ریش عمر گرفتہ سیلے بر روے او زد - عمر را بد آمد - گفت این حمیت بنی ہاشم است (تذکرۃ الائمہ طاہر مجلسی) یعنی عمر نے ام کلثوم کا ظلم سے اپنے ساتھ عقد کیا - چار ہزار دینار نقد مہر بندھا - اور ام کلثوم چار سال کی تھی - جب حضرت عمر نے انکو اپنے دامن پر بٹھلایا تو انھون نے انکی داڑھی پکڑ کر ایک طمانچہ مارا - حضرت عمر کو برا معلوم ہوا اور کہا یہ حمیت بنی ہاشم ہے" اسمین صاف نکاح ہونیکا ثبوت ہے نیز مہر بھی چار ہزار دینار بتلایا ہے - جو نقد تھا - اصلاح مین لکھا ہے کہ حضرت عمر کی وفات کے بعد بہت قرض تھا - وہ کس چیز مین تھا ؟ اُسکا جواب بھی اس جگہ سے معلوم ہو سکتا ہے - نیز شہر بانو کے قصہ سے اور ام کلثوم کا سن بھی لکھدیا ہے -

(۷) عن جعفر عن ابیہ علیہم السلام وقال مات ام کلثوم بنت علی علیہما السلام وابنہا زید بن عمر بن الخطاب فی ساعۃ واحدۃ لا یدری ایہما ہلک قبل فلم تورث احدہما من الآخر وصلی علیہما جمیعاً (تہذیب طوسی) جعفر صادق اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ ام کلثوم بنت علی بن ابیطالب اور انکا لڑکا زید بن عمر بن الخطاب دونون ایک ہی وقت مین مر گئے اور یہ نہ معلوم ہوا کہ دونون مین سے پہلے کون مرا - پس ایک دوسرے کا وارث نہوا اور دونو نپر نماز جنازہ اکٹھا ہوئی" اس حدیث سے صاف ثابت ہوا کہ ام کلثوم کی شادی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہو گئی تھی اور بچہ بھی پیدا ہو چکا تھا جسکا نام زید تھا - اسمین کچھ کلام ہے جو ہم آگے ذکر کرینگے -

(۸) زوّج علی بنتہ ام کلثوم من عمر (مسالک ابی القاسم القمی) یعنی حضرت علی نے اپنی بیٹی ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر سے کر دیا - یہ اُس بات کیلیے دلیل ہے کہ ہاشمیہ کا نکاح غیر ہاشمیہ سے ہو سکتا ہے -

(۹) دادن دختر بعمر کہ جناب امیر المومنین را اتفاق افتاد باین جہت بود کہ اظہار شہادتین می نمود و زبان اقرار بہ فضیلت رسول میکشود و در آن باب اصلاح غلظت و فظاظت او نیز منظور بود (مجالس المومنین) یعنی ابو الحسن علی بن اسمعیل شیعی سے کسی نے سوال کیا کہ حضرت علی نے عمر فاروق کو اپنی بیٹی کیون دی - تو اُسنے جواب دیا کہ لڑکی اسوجہ سے دی ہے کہ عمر کلمہ پڑھتے تھے اور حضرت رسول مقبول کی فضیلت کا اقرار کرتے تھے اور نیز اس فعل سے

انکے سخت مزاجی کی اصلاح بھی منظور تھی -

اس جگہ سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت عمر کے مسلمان ہونے کی وجہ سے نکاح ہوا ورنہ کوئی وجہ نہ تھی - اب اہل انصاف دیکھین کہ شیعہ کسقدر اہل بیت اور اُنکے پاک رشتہ کے دشمن ہین -

(۱۰) محمد بن جعفر الطیار بعد از فوت عمر بن الخطاب

بشرف مصاہرت حضرت امیر المومنین مشرف گشتہ - ام کلثوم را کہ از روے اکراہ در حبالۂ عمر بود تزویج نمود (مجالس المومنین) یعنی محمد بن جعفر طیار بعد وفات عمر رض بن خطاب کے شرف دامادی امیر المومنین حضرت علی سے مشرف ہوے اور ام کلثوم بنت سیدہ سے کہ جو جبراً حضرت عمر کے نکاح مین تھین ازدواج ہوا -

اس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ حضرت عمر کے حین حیات مین ام کلثوم آپ ہی کے پاس تھین یہ دس شہادتین ہین - تلک عشرۃ کاملہ

ان دس شہادتون سے صاف صاف ثابت ہوتا ہی کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ام کلثوم بنت علی مرتضی سے نکاح کیا - اور اولاد بھی پیدا ہوئی اور اپنی حین حیات بھر انکو رکھا

ان صریح دلائل کا جواب سوا اسکے کہ ان سب ائمہ ومجتہدین ومحدثین کو کاذب سمجھکر جھٹلا دیا جائے اور سب سے تبرا کیا جائے - اور کچھ نہین -

انہین سب سے بڑھے ہوے جعفر صادق اور محمد باقر ہین - اور باقی بڑے بڑے علما مثل محمد بن یعقوب کلینی وطوسی وعلم الہدے سید مرتضی وملا محمد باقر مجلسی وقاضی نور اللہ شوستری وغیرہ ہین -

اب ہم اڈیٹر اصلاح کی حقیقت بیان کرتے ہین رسالۂ اصلاح بابت ماہ جمادی الاولی صفحہ ۲۶ پر آپ لکھتے ہین "آپنے جو ثبوت دیا اُسکا خلاصہ صرف اسیقدر ہی کہ عمر نے تزویج ام کلثوم کا ارادہ کیا - جناب امیر مزاحم ہوے - اسکے بعد ہوا یا نہین ہوا یہ بحث جداگانہ ہے" سبحان اللہ - دروغ گویم برروے تو - اسیکو کہتے ہین - حالانکہ اہلحدیث ہین دو حدیثین ذکر کی ہین - ایک وہ جس سے نکاح کا ہوجانا ثابت ہوتا ہی دوسرے وہ جسمین نکاح کا ابتدائی قصہ ہے - اڈیٹر اصلاح کو پہلے دونون حدیثون کے معنی اور ترجمہ کرنا چاہیے تھا پھر دکھلانا تھا کہ کس لفظ سے نکاح نہ ہونا ثابت ہوتا ہے اجی جناب - فرج غصبناہ - کے کیا معنی ہین پہلی حدیث تو یہی ہی - صاف ظاہر ہی کہ اہل بیت کی ایک شرمگاہ ہی جو غصب کی گئی - اسقدر صاف اور صریح لفظ سے آنکھین بند کرکے رد لکھنے بیٹھے ہین ذرا آگے پیچھے بھی دیکھ لیتے کہ سوال کس چیز سے تھا

نکاح عمر با ام کلثوم اب کیا عذر باقی رہا اگر حدیث کافی گمنام کہی جائے تو عبارت بالکل مہمل اور بیمعنی ہی کہ نہ اسکے مرجع کا پتہ لگتا ہی نہ کچھ مقصود ہی معلوم ہوتا ہی اور یہ بھی کہ اگر نکاح ہوا ہی نہو اور حضرت عمر کے پاس ام کلثوم نہ گئی ہون تو لازم آتا ہی کہ امام معصوم کاذب ٹھہرین جو اپنی زبان سے اقرار کر رہے ہین۔ شاید اڈیٹر اصلاح یا اور کوئی عقلمند غُصِبْنَاہ مجہول کو معروف پڑھکر یہ معنی پہنائے کہ ہمنے غصب کی ہے اس صورت مین نکاح کا ثبوت اس سے ذرا دقت طلب ہوگا۔ پھر لکھتے ہین "مگر افسوس آپ نے اسمین نہ غور کیا کہ اصلی نزاع کیا ہی کیونکہ آپکا دعوی یہ ہی کہ حضرت ام کلثوم بنت جناب سیدہ و جناب امیر تھین جو کسی طرح حدیث مذکور سے معلوم نہین ہوتا۔ لہذا اسکا بار ثبوت آپ کے ذمہ ہی کہ آپ حدیث مذکور سے ثابت کیجے کہ کونسی ام کلثوم مراد ہین"

یہ تو آپ کو اندھیرے مین بڑی دور کی سوجھی۔ جب کسی طرح جواب نہ بن پڑا تو آپنے ادھر اُدھر ٹالنا یعنی شروع کی۔ اہل حدیث نے لکھا تھا کہ شیعہ حضرات ان حدیثون کا ترجمہ کرکے بتلائین۔ مگر افسوس کہ آپ نے اپنی عزت کا کچھ خیال نہ کیا اور یہ نہ سمجھے کہ کوئی کہیگا۔ اضرع اللہ خدودکم۔ جیسا کہ امیر نے کہا تھا۔

اب آپ انصاف سے فرمائین کہ یہ خطا ہوئی ہی یا آپ بھی کوئی معصوم ہین؟ جناب من! اصل نزاع پر ہی یہ حدیث وارد ہی۔ مگر افسوس کہ آپ لوگ بوجہ اعالیل و اضالیل ہونیکے خیال نہین کرتے۔ کیا غُصِبْنَاہُ کے یہ معنی نہین ہین کہ ہمسے غصب کیگئی۔ پھر اسمین لفظ نا جسکے معنی ہم سے ہی صحیح ہین یا نہین؟ اگر اس حدیث کے یہ معنی نہین ہین تو یہ چند خرابیان لازم آتی ہین۔ ایک یہ کہ لفظ غصب بیمعنی ہوگا۔ اسلئے کہ نکاح تو ہوا ہی نہین اور نہ بی بی ام کلثوم غصب کی گئین۔ پھر امام کا غصبنا کہدینا صریح غصب نہین تو اور کیا ہوگا۔ دوسرے (نا) کی ضرورت ہی کیا تھی جب ام کلثوم اہلبیت سے نہ تھی پھر اس خاص لفظ کے ذکر کرنے سے کیا فائدہ۔ تیسرے اگر لڑکی ابوبکر کی ہو تو سائل کا سوال و مجیب کا جواب لغو ہے اسلئے کہ جس سے تعلق نہین اُسکی بابت سوال بیمعنی کرتا ہی نیز غصبناہ کہکر جواب دینا عجیب لگی ہی۔ چوتھے مجتہدین شیعہ جو اس حدیث کو لاتے ہین بے سمجھ ٹھہرے۔ اور کافی کہ جو شیعون کے نزدیک اصح الکتب کہلاتی ہی موضوعات کا مجموعہ ٹھہری اور وہ بھی بیمعنی۔ پانچوین شیعہ حضرات نے جو اس سے فقہی مسئلہ اخذ کیا ہی کہ ہاشمیہ کا نکاح غیر ہاشمی سے ہو سکتا ہی۔ وہ غلط ہو جائیگا۔ اور انکا یہ کہنا کہ علی نے اپنی لڑکی عمر کو دی" صریح باطل ہوگا۔ اور تیسری حدیث تو اس سے بھی زیادہ صاف ہی جسمین حضرت علی کا ممانعت کرنا اور حضرت عباس کو وکیل بنانا ایسی کھلی شہادت ہی جسکا کوئی ذی بصیرت انکار نہین کر سکتا۔ مگر کیا کرین۔ ہمیشہ سے حضرات شیعہ اسی طرح

تاویلات بمعنی و تحریفات لایعنی کیا کرتے ہین۔ بھلا ان سے
کوئی یہ تو پوچھے کہ جناب جب حضرت علی کی بیٹی نہ تھی تو
انکو منگنی سے کیا واسطہ اور حضرت عباس کو وکیل بنانا چہ معنی
دارد؟ جبکہ خود وکیل نہ تھے۔ تہذیب طوسی کی حدیث بھی
کسقدر صریح ہی اور اُسمین صاف موجود ہی کہ حضرت عمر کا
اُن سے ایک لڑکا بھی پیدا ہوا جسکا نام زید تھا۔ اسی
طرح سب شہادتین نہایت صاف اور کھلی ہوئی ہین پھر
اڈیٹر اصلاح لکھتے ہین :۔

"حالانکہ یہ واقعہ ام کلثوم بنت ابی بکر کا ہی نہ بنت جناب
سیدہ کا جسکا ثبوت یہ ہی کہ (۱) معارف ابن قتیبہ مین ہی
صفحہ ۵۸ مطبوعہ مصر و اما ام کلثوم بنت ابی بکر فخطبھا
عمر بن الخطاب الی عائشۃ فانعمت لہ وکرہت ام کلثوم۔
فاحتالت لہ حتی امسک عنہا۔ یعنی ام کلثوم بنت ابی بکر
سے عمر نے عقد کرنا چاہا عائشہ نے تو قبول کیا مگر خود ام کلثوم
نے کراہت کی تو عائشہ نے حیلہ کرکے اُسکو روکا"

اڈیٹر صاحب اگر قاعدہ کلام سے واقف ہوتے تو
سوال از آسمان جواب از ریسمان کے مصداق نہ بنتے
آپکا دعوے یہ ہی کہ یہ واقعہ جسکا ذکر کافی وغیرہ مین ہی اور
جسکی بابت اول فرج غصب منا ہی وہ ام کلثوم بنت
ابی بکر کے متعلق ہی نہ بنت فاطمہ کے متعلق۔ مگر ہزار افسوس
یہ کہا جاتا ہی۔ کین رہ کہ میروی بترکستان است۔ دعو
تو خاص حدیث کافی کے متعلق ہی۔ آپ کو کافی وغیرہ
سے یہ بات ثابت کرنا تھی کہ یہ حدیث ام کلثوم بنت
ابی بکر کی بابت ہی۔ مگر آپ یہ بات تا بقیام قیامت کبھی
ثابت نہین کر سکتے۔ اسی لیے پینترے بدل رہے ہین۔
تاہم اگر یہ بھی آپ اپنے مذہب والون کی کتاب سے نقل
کرکے دکھاتے تو بھی غنیمت تھا۔ مگر آپ نے کتاب
اہل سنت سے احتجاج کیا اور یہ چاہا کہ معارف کافی
پر غالب رہے۔ ورنہ کیا معنی ہین کہ معارف سند ہو اور
کافی سند نہ ہو۔ آپ کی غلطی یہ ہی کہ دو واقعون کو ایک
واقعہ بتلا کر اپنے مذہب کے محدثین کو آپ خود ہی جھوٹھا
اور بے اعتبار بنانا چاہتے ہین۔ اسلیے کہ واقعہ بنت ابی بکر
الگ ہی اور واقعہ بنت فاطمہ الگ۔ پھر ایک کو دوسرے
سے ملانا تلبیس نہین تو اور کیا ہی؟

اب اگر آپ کو کتاب معارف ہی سے یہ بات ثابت
کر دیجائے کہ عمر فاروق نے ام کلثوم بنت علی ابن ابی طالب
سے عقد کیا اور ایک لڑکا اور ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی
تو بتلائیے کہ آپکا منہ کیسا ہونا چاہیے۔؟
سنیئے۔ اور کان کھول کر سنیئے۔ معارف صفحہ ۹۲ مین ہے

"وفاطمۃ وزید اُمّہما ام کلثوم بنت علی ابن ابی طالب من
فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویقال ان اسم
بنت ام کلثوم من عمر رقیۃ وان عمر زوجہا ابراہیم بن نعیم النحام

فماتت عنده ولم تترک ولدا" یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے فاطمہ اور زید ہیں اور ماں ان دونوں کی ام کلثوم بیٹی حضرت علی کی بی بی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) سے اور بعض نے کہا کہ لڑکی ام کلثوم کی جو حضرت عمر سے تھی اُسکا نام رقیہ ہی اور حضرت عمر نے اُسکی شادی ابراہیم بن نعیم سے کی تھی پس وہ مرگئی اور کوئی بچہ نہ چھوڑا - یہ صاف گواہی ہی اس بات پر کہ حضرت عمر نے ام کلثوم بنت سیدہ و علی سے شادی کی تھی اور دو بچے بھی ہوے جنمین ایک کی شادی بھی ہو گئی تھی - اور اسی معارف صفحہ (۷۰) مین دیکھ لیجئے۔

"وا ام کلثوم الکبری وھی بنت فاطمۃ فکانت عند عمر بن الخطاب و ولدت لہ ولدا" یعنی ام کلثوم بنت جناب فاطمۃ الزہرا حضرت فاروق اعظم کے پاس تھین اور اولاد بھی ہوئی۔

اس شہادت سے اوڈیٹر اصلاح کا دعوی ہباءً منثورا ہوگیا - اور یہ واقعہ تکبیر کی طرح ثابت ہوگیا۔

(۲) قولہ - تاریخ کامل مین ہی - "وتزوج ایضاً فی الاسلام حبیبۃ بنت خارجۃ بن زید الانصاری فولدت لہ بعد وفاتہ ام کلثوم" - یعنی ابوبکر نے اسلام مین حبیبہ بنت خارجہ سے عقد کیا جس سے بعد وفات ابوبکر ام کلثوم پیدا ہوئین"

اوڈیٹر صاحب کو یہ بتلانا ضروری ہی کہ تزویج ام کلثوم سے اور ولادت سے کیا تعلق ہی؟ اور وہ بھی ولادت بنت ابی بکر کی اس عبارت کو تو اصل مبحث کی ہوا بھی نہین لگی - ہمارا دعوے یہ ہرگز نہین ہی کہ بنت ابی بکر کی بابت پیغام نہین ہوا - بلکہ ہم اس بات کے مدعی ہین کہ بنت سیدہ کا حضرت عمر فاروق سے نکاح ہوگیا - وبینہما بعد المشرقین -

علیٰ ہذا القیاس تیسرا اور چوتھا اور پانچوان ثبوت سب اصل مدعا سے خارج ہین - آپ بنت ابی بکر کی ولادت اور انکا نام ام کلثوم ہونیکی شہادت لاتے ہین اس سے کیا فائدہ ہی - چوتھی اور پانچوین شہادت بھی اسی قبیل سے ہی یعنی بے وقت کی شہنائی - اور اُسکے آخر سے خود ہمارا مدعا ثابت تھا مگر آپ نے حذف کر دیا۔

قولہ بنظر اختصار ان پانچ ثبوتون پر اکتفا کیا جاتا ہے جس سے اسقدر تو آپ کو یقینی معلوم ہی کہ عمر نے اپنی خواہش سے ام کلثوم بنت ابوبکر سے عقد کرنا چاہا تھا"

اگر انصاف سے دیکھا جائے تو اس قصہ کو اصل نزاع سے کوئی تعلق نہین ہی - اسلیے کہ محل نزاع حدیث کافی ہی جسمین صریحاً ام کلثوم کا نکاح ثابت ہی اور دو متعدد قصے ہوتے ایک بات کے منافی یا مناقض نہین جس سے ایک لے لیا جائے اور دوسرا رد کر دیا جائے - اور یقینی معلوم ہونا یا ظنی معلوم ہونا اسکا اس جگہ کیا موقع ہی - آپکو اپنے دعوے کی دلیل سے غرض ہی کہ تمام دنیا کے جھگڑون سے درحقیقت ان پانچ ثبوتون مین سے ایک بھی مثبت مدعی

نہین ہی - اسلیے کہ ہر ایک ثبوت مدعیٰ سے اخص ہی - اگر ام کلثوم بنت حضرت ابو بکرؓ سے عقد کا ارادہ کیا بھی ہو تو کیا وہ وقوع نکاح با ام کلثوم بنت سیدہؑ کی نفی کا مستلزم ہے؟ ہم اگر دونون کے نکاح بھی فرض کر لین جیسا کہ حقیقۃً بنت سیدہ سے تھا تو بھی کیا خرابی لازم آتی ہی - مگر آپ نے یہ دعویٰ خاص کیا ہی کہ حدیث کافی بابت بنت ابی بکر کے ہی - اور اسکی کوئی دلیل نہین لائے - دلیل لائے تو کس بات کی؟ کہ ام کلثوم بنت ابی بکر سے بھی منگنی کی تھی مگر نکاح نہین ہوا - اور وہ بھی اہلسنت کی کتابون سے - چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا -

آپکا پہلا ثبوت صریح مخالف مدعا ہی کہ حدیث مین غصب موجود ہے اور اسمین نکاح ہی نہین ہوا اور عباس کی وکالت بھی نہین بیان کی تو کافی کا ذکر غلط ٹھہرا - اور دوسرے ثبوت مین تو فقط ولادتِ ام کلثوم بنت ابی بکر ہے اسکو عقد سے مطلق سروکار نہین - آپ نے اسکو اگر لکھا ہی تھا تو پورا کیون نہ لکھا - یہ تو آپ کے لیے کچھ بھی ثابت نہین کرتا تیسرا ثبوت بعینہ دوسرا ثبوت ہے اور لغو ہے - رہا چوتھا اور پانچوان وہ پہلے ثبوت کی طرح ہین - اُنمین صاف دو قصے مختلف ثابت ہین - جسکا مختصر یہ ہی کہ حضرت عمر نے اُم کلثوم بنت ابی بکر کا ارادہ کیا مگر ام کلثوم نے خود ناپسند کیا اگرچہ حضرت عائشہ نے چاہا مگر بدون رضاے ام کلثوم

کیونکر ہو سکتا تھا - آخر انھون نے بتدبیر عمرو بن العاص کو بلوا کر رد کر دیا اور یہ بتلایا کہ اسوقت جب وہ ناپسند کرتی ہی اور آپ بہت خشک و رکھا کھاتے ہین نیز اگر آپ غصہ ہو گئے تو بیچاری تکلیف مین پھنسین گے - اور جناب علی کی بیٹی سے منگنی کیجیے جس سے رسول اللہ سے رشتہ ملے - چنانچہ انھون نے اسی طرح کیا - اسمین بھی دعوے پر کوئی ثبوت نہین ہے بلکہ یہ ثبوت صاف دو قصے ہونے پر دلالت کرتا ہی پھر آپ کا اِسے مثبتِ مدعیٰ ماننا عجیب امر ہے -

قولہ اگر یہ خیال کیا جائے کہ عمر نے بوجہ عمرو بن عاص کے ام کلثوم بنت ابی بکر سے نکاح نہ کیا اور ابو بکر کی حق تلفی پسند نہ کی مگر بنت سیدہ سے نکاح کر لیا تو اس صورت مین دو خرابی لازم آتی ہی - ایک یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حق تلفی لازم آئیگی جس سے پھر کوئی مسلمان نہین رہ سکتا - دوسرے یہ لازم آئیگا کہ عمر پر عمرو بن عاص کا حیلہ چل گیا اور انھون نے ایمان تک کا خیال نہ کیا کیونکہ حضرت کی حق تلفی کی - مختصر

جناب اڈیٹر صاحب! اس قصے کو ثبوت نکاح سے کیا تعلق ہی؟ آپ ایسے اوپری قصے کے اصل مدعیٰ سے گریز کر رہے ہین - اگر بالفرض یہ سب نہ ہوا اور نکاح ثابت رہے تو آپ کا کیا بگڑتا ہی - اب آپ اسکا بھی جواب سنیے - حضرت عمر کا نکاح نکرنا محض

اس غرض سے تھا کہ ام کلثوم بنت ابی بکر ناراض تھین اور شریعت سے جبراً نکاح ہی جائز نہین- اور عمرو بن عاص کا یہ کہنا کہ آپ موٹا خشک کھاتے ہین- اگر کبھی غصہ ہو کر اُنپر کچھ زیادتی کرین تو ابوبکر کی حق تلفی لازم آتی ہے- یہ محض اُنکے خیال دور کرنے کیلیے ایک بہانہ تھا- ورنہ وہ نکاح ہی کیسے کر سکتے تھے جب تک بنت ابی بکر راضی نہ ہوتین اور سطوت کا ذکر محض بے سود ہے اسلیے کہ یہان کوئی سطوت بیجا تھی ہی نہین اور یہ بھی ہے کہ جب حضرت علی وغیرہ موجود ہین تو پھر سطوت کا احتمال ہی نہین گویا اس جگہ حق تلفی ممکن ہی نہین- اور یہ بات صاف ہے کہ عمر فاروق نے نہ کبھی حق تلفی کی ہے اور نہ ثابت ہو سکتی ہے- جسکے لیے حضرت رسول دعا کرین کہ خدا اس سے دین کو عزت دے بھلا وہ کیونکر حق تلفی کر سکتا ہے- کیا رسول کی دعا بے اثر تھی ہرگز نہین- ہا کھانے پینے کے متعلق وہ بھی غلط ہے اسلیے کہ خود شیعہ حضرات نقل کرتے ہین کہ ہم ہزار دینار طلا مہر دیے- تو کیا یہ تسک ہے پھر بعد اس مہر کے خود بھی کھا سکتے ہین- نیز اگر گھر مین تکلیف ہو یا تنگدستی تو وہ ہین نکاح کرنا شرعاً کچھ قبیح نہین- دیکھیے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی فاطمہ الزہرا کو حضرت علی کے عقد مین دیا تھا باوجودیکہ وہ فقیر تھے- اور جناب سیدہ کو چکی پیسنا پڑتی تھی- یہان تک کہ تواریخ شیعہ مثل ناسخ التواریخ وغیرہ مین صاف موجود ہے کہ سیدہ چند مرتبہ روتی ہوئی آنحضرت کے پاس آئین اور کہا کہ مجھے ایسے فقیر سے کیون نکاح کرا دیا سب عورتین عار دلاتی ہین- آپ نے اونکو تسلی دی- یہ قصہ صریحاً یہ بتلاتا ہے کہ تنگدستی یا خشک کھانے سے حق تلفی کا خیال محض باطل ہے اب حیلہ سازی کے کوئی معنی ہی نہین رہے وہان تو عدم رضا خود بڑا حیلہ تھا- الغرض آپکا عقد کو مستلزم بد و خرابی بتلانا ٹھیک نہین ہے اور بہانہ کو دلیل گردانا بے سود ہے-

قولہ- اب تو غالباً اڈیٹر صاحب اہلحدیث کو حسب التحریر اثنا عشری اقرار جہالت مین کوئی عذر نہوگا- کیونکہ اگر وہ اس عقد سے اقرار کرتے ہین تو دعوی اسلام سے عمر رضی کی دست برداری لازم آتی ہے جسکو تمامی دنیا کے اہلسنت بھی قیامت تک ثابت نہین کر سکتے مگر یہ کھلم کھلا نتیجہ ہے جسکا اصول انکار بدیہات ہے-

اگر انصاف سے دیکھا جائے تو آپ لوگون کو اقرار جہالت کیساتھ ضلالت کا بھی اقرار کرنا اسی عقد کے ہو جانے سے لازم ہے- سنیے- جبکہ حضرت علی نے ام کلثوم بنت سیدہ کا عقد حضرت عمر سے کیا- حق تلفی کا خیال ہی نہین ہو سکتا- اسلیے کہ حضرت علی خود بھی اس صورت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حق تلفی مین شریک ہوے جاتے ہین- اپنی حق تلفی کے لیے انھون نے لاکھون

نام وجہ	طریق استدلال
	امکان مین نہین ہی کہ ان مواقع مین ضرورت کا شائبہ بھی بیان کر سکے پس باوجود تقیہ کے یا بالفاظ دیگر اس شدتِ کذب کے شیعون کے راوی تو درکنار- انکے ائمہ کے اقوال کیونکر قابل اعتبار ہو سکتے ہین ؟ ممکن ہی کہ جس قول کو ہم اُنکا اصلی مذہب سمجھین وہ اُنھون نے تقیہ مین کہا ہو- مولوی حامد حسین صاحب کا یہ فرمانا کہ ائمہ تقیہ مین جو کچھ فرماتے ہین وہ بھی انکا قول ہوتا ہی کیونکہ تقیہ انکا اور انکے باپ دادا کا دین ہی"- اِسکو اگر ہم مان لین تب بھی ہم یہ کہین گے کہ صاحبو اہل اسلام کو مقصود بالذات تو رسول اللہ کا اتباع ہی- ائمہ نے جو کچھ تقیہ مین کہا گو انکا مذہب ہو مگر رسول اللہ کا مذہب تو نہین ہی؟ ہان اگر شیعہ صاف کُھل کر کہدین کہ ہمکو مقصود بالذات انھین ائمہ کی پیروی ہے رسول سے کچھ واسطہ نہین- تو یون بھی سہی-
(۶) اعتبار مذہب مستفتی	شیعون کے بیان کے موافق ائمہ کی یہ عادت تھی کہ اگر کوئی بدمذہب ان سے فتویٰ پوچھنے جاتا تو وہ اسکو اُسی کے مذہب کے موافق فتویٰ دیتے تھے- اور وجہ اسکی حضرات شیعہ یہ بیان کرتے ہین کہ ائمہ ہر شخص کو سمجھ لیتے ہین کہ یہ نجات پانیوالا ہی یا ہلاک ہونیوالا ہی- ہلاک ہونیوالے کو نجات کی باتین نہین بتاتے بلکہ ہلاکت ہی کی باتین تعلیم کرتے ہین- خیر وجہ اسکی خواہ کچھ ہو- ہم تو اِس موقع پر یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہین کہ ایسے ائمہ کی احادیث اگر رواۃ شیعہ کے دست تصرف سے محفوظ ہون تو بھی قابل اعتبار نہین ہو سکتین- کیونکہ ہم جن احادیث کو انکا اصلی مذہب سمجھتے ہین ممکن ہی کہ انھون نے برعایت مذہب مستفتی انکو فرمایا ہو-
(۷) اعتبار نفس الامر	شیعون کے بیان کے موافق ائمہ کی یہ بھی عادت تھی کہ اگر کوئی شخص صورت واقعہ اپنی غلط فہمی کے باعث سے خلاف واقع بیان کر دیتا تو ائمہ اسکے بیان پر لحاظ نہ کرتے تھے بلکہ واقع کے موافق جو بات ہوتی تھی اُسی کا فتویٰ دیتے تھے- مستفتی یہ سمجھتا تھا کہ امام نے میرے بیان پر فتویٰ دیا ہی اور وہ اس سے غلط مسائلہ استنباط کر کے امام کی طرف منسوب کرتا تھا- ہم کتاب استبصار سے نقل کر چکے ہین کہ ایک شخص نے امام جعفر سے پوچھا کہ میری لونڈی کی منی خارج ہوگئی تو اُسکو

نام وجہ	طریق استدلال
	کیا کرنا چاہیے - امام نے فرمایا اُسپر غسل ضروری نہین ہی - محدثین شیعہ فرماتے ہین کہ فی الواقع اس عورت کی منی نہین خارج ہوئی تھی بلکہ مذی خارج ہوئی تھی - سائل کی غلط فہمی تھی جو وہ مذی کو منی سمجھا تھا" پس اب یہ احتمال ہمکو ائمہ کی تمام احادیث مین پیدا ہو گیا کہ شاید انھون نے یہ حدیث کسی کے سوال کے جواب مین فرمائی ہو اور وہ سوال خلاف واقع رہا ہو ائمہ نے موافق واقعۂ واقعی کے فتویٰ دیا ہو سائل چونکہ امام کے جواب کو اپنے سوال پر منطبق سمجھا تھا اس لیے اس نے یہ قول امام کی طرف منسوب کر دیا - روایت بالمعنے برابر جاری ہے روایت باللفظ کا اگر اہتمام ہوتا تو غالباً یہ احتمال اس قدر مضرت رسان نہ ثابت ہوتا -
(۸) عدم تحفظ اصول اربعہ	یعنی وہ چار سو کتابین جنکی تصنیف عہد ائمہ مین بیان کیجاتی ہی اور بڑے فخر و مباہات کے ساتھ انکا ذکر کیا جاتا ہی اور کہا جاتا ہی کہ یہ اصول اربعہ (یعنی کافی - تہذیب - استبصار - من لا یحضر) انھین کتابون سے مرتب کی گئی ہین - موافق ارشاد ائمہ اور مطابق اقرار علمای شیعہ کذابین اور مفترین بے دین کے دست تصرف سے محفوظ نہین رہین - ان کتابون مین بہت کچھ تحریف زمانۂ ائمہ مین ہو گئی تھی اور بہت سی جھوٹی جھوٹی باتین ائمہ کی طرف منسوب کر کے ان کتابون مین بڑھا دی گئی تھین - پھر وہ جھوٹی حدیثین ان کتابون سے نکالی نہین گئین توضیح المقال کے صفحہ ۴ مین ہی " اخراج الموضوعة عما فی ایدینا من الاخبار غیر معلوم و وادعاءہ کما یاتی غیر مسموع " نیز اسی صفحہ مین ہی " احتمال الوضع قائم فی اکثر الاخبار او جمیعہا وان ضعف فی بعض لقرائن خارجیة " یعنی جھوٹی حدیثون کا ان احادیث سے جو ہمارے ہاتھ مین نکل جانا معلوم نہین اور ایسا دعوی لائق سماعت نہین - احتمال جھوٹ کا اکثر حدیثون مین بلکہ سب مین موجود ہی گو بعض مین بسبب قرائن خارجیہ کے یہ احتمال کمزور ہو گیا ہی
(۹)	شیعون کے بیان کے موافق ائمہ نے جو علامات اپنی احادیث کی بیان فرمائی ہین وہ علامات شیعون کی احادیث مین نہین پائی جاتین - مثلاً ایک علامت یہ ہی کہ ائمہ نے فرمایا ہی ہماری

۲۰

طریق استدلال	نام وجه
حدیثون کو قرآن سے ملا کر دیکھو جو حدیث قرآن کے موافق ہو اُسکو صحیح سمجھو" یہ علامت بھی شیعون کی احادیث مین مفقود ہی۔ کیونکہ اصلی اور صحیح قرآن کا دنیا مین کہین وجود نہین اور مثلاً ایک علامت یہ کہ ائمہ نے فرمایا ہی کہ "ہم اپنی حدیثون مین قول خدا و قول رسول نقل کیا کرتے ہین" یہ علامت بھی شیعون کی حدیثون مین مفقود ہی۔ شیعون کی جس قدر حدیثین ہین ان مین ائمہ کے اقوال اِس شان کے ساتھ منقول ہین کہ گویا شارع وہی تھے انکو نہ کلام خدا سے استناد کی ضرورت نہ کلام رسول سے۔ اور مثلاً ایک علامت یہ ہے کہ ائمہ نے فرمایا "ہماری حدیثون مین غلو نہین ہوتا" یہ علامت بھی شیعون کی حدیثون سے مفقود ہی۔ غلو کی تحقیق ہم اوپر لکھ چکے ہین کہ غلو سے مراد خلفای ثلثہ رضی اللہ عنہم کی بدگوئی ہے۔	(۹) فقدان علامت صحت
یہ بھی عجب مزے کی بات ہی۔ تمام باتون سے قطع نظر کر کے اگر محض شیعون کی خاطر سے مان لیا جائے کہ شیعون کی حدیثین صحیح ہین تو ایک بڑا سنگین اعتراض یہ وارد ہوتا ہی کہ ثقلین کے درمیان افتراق لازم آئے گا جو از روے احادیث متواترہ محال ہی۔ تقریر اسی مطلب کی اس طرح پر ہی کہ حدیث ثقلین مین جسکو شیعہ بھی متواتر کہتے ہین یہ مضمون ہے کہ "اہلبیت اور قرآن ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے۔ یعنی جسکے پاس قرآن ہوگا دامن اہل بیت بھی اُسی کے ہاتھ مین ہوگا اور جسکے پاس قرآن نہ ہوگا دامن اہلِ بیت بھی اُسکے ہاتھ مین نہ ہوگا۔ پس اگر شیعون کی حدیثین صحیح ہون تو اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ دامن اہلبیت انکے ہاتھ مین ہو۔ اور یہ ثابت ہوچکا ہی کہ قرآن ان کے پاس نہین ہی۔ کیونکہ وہ قرآن موجود کی تحریف کے قائل ہین۔ اور تحریف قرآن از روے انکے اصول مذہب و روایات صحیحہ کے کسی طرح قابل انکار نہین ہے۔	(۱۰) لزوم افتراق بین الثقلین

تلک عشرۃ کاملہ

۲۱

ان تمام مدارج کے ختم ہونیکے بعد اہلسنت کے فن حدیث کی فوقیت اور اسکی صداقت و دیانت کے وجوہ پر بحث شروع ہوئی جسکے لیے سب سے بہتر طریقہ یہ سمجھ مین آیا کہ محدثین اہل سنت نے روایت کے جو اصول قائم کیے ہین وہ بیان کر دیے جائین۔ وہ اصول بجاے خود ایک نہایت موثق و معتمد ذمہ دار اہل سنت کی فن حدیث کی صداقت کے ہین۔

الحمد للہ کہ اس بحث سے بھی حصہ ششم مین فراغت ہوگئی۔ جو شخص انصاف کی نظر سے دیکھے وہ سمجھ سکتا ہو کہ کسی خبر یا واقعہ کے جانچنے کیلیے جسقدر مدارج تحقیقات کے طے کرنیکی ضرورت ہوتی ہو وہ سب اُن اصول مین موجود ہین۔ ایک با انصاف جج جو خون کے مقدمہ کی تحقیقات مین سرگرم ہو اور اُسکی دلی خواہش یہ ہو کہ اصلی قاتل کا پتہ لگجائے اور بیگناہ خون کا انتقام لے لیا جائے اسکے ساتھ ہی اُسکو یہ کھٹکا بھی ہو کہ کہین ایسا نہ ہو کہ اصلی قاتل کے بدلے دوسرا کوئی بیگناہ پھنس جائے۔ اس جج کے سامنے اگر اہل سنت کے اصول روایت رکھدیے جائین تو وہ یقیناً انکی قدردانی کر سکتا ہے

اب اس مناظرہ حصہ ہفتم مین مجھے یہ مناسب معلوم ہوتا ہو کہ شیعون کی کسی حدیث کی کتاب کی تنقید کردیجائے اور وہ کتاب کوئی معمولی کتاب نہو بلکہ اُن کتابون سے ہو جو انکے فن حدیث کی جان اور روح و روان ہو کہ اسکی حالت انکے تمام فن حدیث کیلیے نمونہ بن سکے۔ اس نیت سے مین نے ایک نظر ان کے اصول اربعہ یعنی ان چار کتابون پر ڈالی۔ کافی۔ تہذیب۔ استبصار۔ من لایحضر۔

مین نے بچند وجوہ کتاب استبصار کو اس مقصد کیلیے منتخب کیا ہو۔ گو محدثین شیعہ کے نزدیک کتاب کافی کا درجہ باعتبار شرافت کے اقدم و ارفع ہو مگر اصولِ روایت سے جسقدر استبصار مین کام لیا گیا ہو اسقدر کیا معنی۔ اسکا عشر عشیر بھی کتاب کافی مین نہین لیا گیا۔ لہذا اِس خاص حیثیت مین کتاب استبصار کا تقدم بالشرف محتاج بیان نہین۔

مین اس تنقید کو اس روش پر چلانا چاہتا ہون کہ حاشیہ پر اصل کتاب استبصار ہوگی اور حوض مین اُسکا بعینہ ترجمہ۔ ترجمہ کے علاوہ بغرض تنقید جو کچھ مجھے لکھنا ہو اُسکو "ناقد کہتا ہو" کی لفظ کہکر شروع کرونگا اور اُسکے خاتمہ پر یہ لفظ لکھدونگا کہ "ناقد کا کلام ختم ہوا" مجھے قوی امید ہے کہ انشاء اللہ تعالی اس طریقہ سے اگر پوری کتاب استبصار مع ترجمہ و تنقید شائع ہوگئی تو شیعون کے فنِ حدیث کی حالت مین کسی قسم کی پوشیدگی باقی نہ رہے گی۔ واللہ الموفق والمعین۔

اشتہار دوائین سریع التاثیر
سفوف سوزاک
ورم کو جڑ سے اکھیڑتا ہے اور قرحہ کو بند کرکے سوزاک کی بنیاد کو نیست و نابود کرتا ہے قیمت چھ خوراک
روغن طلا۔ رگ پٹھوں کی خرابی کو دفع کرتا ہے اور زیادہ حکاک بھی نہیں خراب رطوبت کو رگوں سے نکالتا ہے قیمت فی تولہ
روغن شفا۔ درد دندان درد سر درد شکم وجع مفاصل ضعف معدہ وغیرہ اکثر مختلف امراض میں مثل اکسیر کے سریع الاثر ہے قیمت فی تولہ
سرمہ عجیب
مانع نزول الماء و دافع سوزش و سیلان اشک، جالا، پھلی، نظر۔ قیمت فی تولہ
جبوب طحال
ورم طحال کے دفع کرنے میں لاجواب اور اکسیر سے کم نہیں ہیں قیمت فی ڈبیہ آٹھ آنے
جبوب بخار کہنہ
کیسا ہی کہنہ بخار ہو بفضل خدا بالکل جڑ سے اکھاڑتا ہے، پھر عود نہیں کرتا قیمت ساٹھ گولی
جبوب بواسیر
مجرب و آزمودہ ہر قسم کی بواسیر کیلیے خواہ بادی ہو یا خونی مفید قیمت فی ڈبیہ ۴۸ گولی تین روپیہ
جبوب داد
ہماری گولیاں نہایت مجرب ہیں اور فوری سکون نہیں بلکہ دائمی فائدہ دیتی ہیں قیمت فی ڈبیہ
نمک سعال
ہر قسم کی کھانسی کیلیے خواہ گرمی سے ہو یا سردی سے بشرطیکہ بلغم خارج ہو زود اثر ثابت ہوا ہے قیمت فی تولہ
جبوب مقوی باہ: نامردی کی دشمن اور ضعف مثانہ کی دافع مریض کو خاطر خواہ کامیابی حاصل ہو قیمت ۴۰ گولی دو روپیہ
جبوب ممسک بے نظیر امساک کی گولیاں جو ہر قسم کی کمزوری کو بھی نافع ہیں اور جریان کیلیے مفید ہیں قیمت دو خوراک ایک روپیہ
روغن وجع مفاصل
گٹھیا بھی سخت مرض ہے مگر فضل خدا سے ہمارا یہ روغن اکسیر کا حکم رکھتا ہے قیمت پانچ تولہ ایک روپیہ
سرمہ دافع دھند و غبار
بحکم خدا ہر قسم کے دھند و غبار کو چند ہی روز میں فائدہ دیتا ہے قیمت فی تولہ سوا روپیہ
سفوف جریان
مایوس العلاج مریض کو چند روز کے استعمال سے بحکم خدا دائمی نفع بخش ہے قیمت ساڑھے سات تولے
سرمہ لاجواب
جالے اور پھلی کو دفع کرتا ہے آنکھ کی روشنی بڑھاتا ہے قیمت فی تولہ ڈیڑھ روپیہ
سفوف دافع قبض
ہر قسم کے قبض کیلیے مجرب اور لطف یہ کہ مقوی معدہ قیمت ایک پاؤ ایک روپیہ دس تولہ دس آنہ
سفوف ضیق النفس
جو لوگ اس مرض سے جان بلب اور مایوس العلاج ہو گئے ہوں منگوا کر آزمایش کریں قیمت فی شیشی
جبوب آتشک
ایک ہفتہ کے استعمال سے کیسی ہی پرانی آتشک ہو جڑ سے جاتی رہتی ہے اور کامل صحت ہو جاتی ہے قیمت چودہ گولی
ناس درد سر
کیسا ہی درد سر ہو خدا کے فضل سے ایک ہی دن میں فائدہ معلوم ہو جاتا ہے قیمت فی تولہ آٹھ آنہ
سفوف ہاضم طعام
کاسر ریاح مقوی معدہ و جگر معین اشتہا و دافع تخمہ قیمت پانچ تولہ سوا روپیہ
المشتہر حکیم سید حافظ احمد و سید خلیل احمد محلہ کٹرہ حیدر حسین خان، شہر لکھنؤ

مفت منگائیے

ناظرین اگر آپ نے نہین منگایا ہو تو آج ہی حسب ذیل ادویات مین سے جس دوا کی ضرورت ہو صرف محصول ڈاک کیلئے
یہر کے ٹکٹ بھیجکر ہمسے مفت طلب کیجیے۔ واضح رہے یہ خیال نہو کہ مین آپکے ٹکٹ رکھلونگا اور دوا نہ بھیجونگا۔ یہ ہمارا
کام نہین ہے یہ بدمعاشون کا کام ہے۔ جریان کی دوا۔ جریان کو دفع کرتی ہے اور تخم کو گاڑھا کرتی ہے۔ سرعت
انزال دور کرتی ہے۔ سرمۂ مقوی بصر۔ ایک مرتبہ منگا لیجیے رتون کی چھٹی ہے اگر اس سرمہ کو استعمال مین رکھیے گا
تو کبھی روشنی کم نہ ہوگی اور کوئی بیماری آنکھ کی پیدا نہ ہوگی۔ حبوب ہاضم۔ قبض کو دفع کرتی ہین کھانا ہضم کرتی ہین اگر ہمیشہ
استعمال کیجئے گا تو ہیضہ سے محفوظ رہئے گا۔ سنون مستحکم دندان۔ دانتونکے درد کو دفع کرتا ہے۔ جڑونکو مضبوط کرتا ہے

ملنے کا پتہ

منیجر کارخانہ زردوزی جعفر علی، محمود نگر، لکھنؤ

کارخانہ حافظ مختار احمد و مرزا احمد تاجر چکن لکھنؤ پاٹانالہ

بفضلہ تعالیٰ کوٹھی عرصہ ۴۴ سال سے نیکنامی کیساتھ جاری ہے کسی کارخانہ کی صداقت و دیانت کیلیے کیا یہ روشن دلیل
نہین ہے کہ وہ ایک زمانہ دراز سے جاری ہے اور روز بروز ترقی کر رہا ہے اسکے بعد پھر اصلی کسوٹی معاملہ ہے جن صاحب کو از قسم
چکن و کامدانی ولچکہ کسی چیز کی ضرورت ہو یا دوسرے اشیاے ساخت لکھنؤ مثل ظروف برنجی و مسی و گلی و گوٹہ کناری و عطریات
ہر قسم و اشیاے علاقہ بندی وغیرہ مطلوب ہون کوٹھی مذکور مین تشریف لائین یا بذریعہ خط طلب فرمائین قیمت ہمراہ فرمایش عنایت ہو
یا بصیغہ ویلو پی ایبل طلب ہاکے نیاز مندان مذکور کو رہین منت فرمائین مگر عـہ سے زائد فرمایش کیواسطے فیصدی عـہ ہمراہ
فرمایش مرحمت فرمادین ورنہ تعمیل ارشاد سے معذوری ہوگی محصول تمامی اشیا ذمہ خریدار۔

المشتہر خورشید حسن کوٹھی حافظ مختار احمد و مرزا احمد تاجر چکن پاٹانالہ لکھنؤ

اشتہار کیواسطے خالی جگہ

۷۸۶

رسائل مختصرہ مفیدہ

حضرت مولٰنا السید محمد عین القضاۃ صاحب عمّ فیضہ

زجر النواہی عن ارتکاب الملاہی

یہ رسالہ مسئلہ غناء کے متعلق ہے ایک استفتی کا جواب ہی عبارت نہایت صاف وسلیس اور دو ہی حرمت غنا کو براہین قطعیہ سے ثابت کیا ہی اور آیۂ کریمہ لہو الحدیث مین اسکا داخل ہونا بالکل واضح کردیا ہے قیمت صرف ار

محصول ڈاک اور فیس ویلو ہر حال مین ذمہ خریدار ہوگا

الاغناء فی تحریم الغناء

یہ رسالہ بھی مسئلہ غناء کے متعلق ہی آیۂ کریمۂ قرآنیہ سے حرمت غناء کا قطعی ثبوت دیکھنے کے قابل ہی اصولیانہ طرز استدلال جو اس رسالہ مین ہی شاید اہل علم کے مزید لطف کا باعث ہوگا - زبان اردو قیمت (ا ر)

یہ چھ رسالے حضرت مولٰنا ممدوح کے انھین متنازع فیہا ومعرکۃ الآرا مسائل کے متعلق ہین جنکی بابت آجکل بہت شور ہی ان رسائل مین ان مسائل کا ایسا قطعی فیصلہ کردیا گیا ہی اور ایسے لائق نہج سے حق کی حقیت اور باطل کا بطلان ظاہر کیا گیا ہی

التحقیق المجتبی فی غیب المصطفی

عربی زبان مین ایک استفتی کا جواب ہی مستفتی نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم الغیب کہنا کسی طرح جائز ہی یا نہین حضرت ممدوح نے دلائل شرعیہ سے اسکا عدم جواز ثابت فرمایا ہی قابل دید ہے قیمت صرف (۱ر)

ابراز المکنون فی مبحث العلم ما کان وما یکون

اس رسالہ مین حضرت ممدوح نے محققانہ اور اصولیانہ طریقہ سے اس عقیدۂ فاسدہ کی تردید کی ہی کہ حضرت سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو ما کان وما یکون کا علم حاصل تھا مخالفین کے خیالات کا ابطال بنظر ہے - زبان عربی قیمت صرف (۲ر)

کہ جو ن وچرا کی گنجائش باقی نہین رہتی شائقین اکثر ان رسائل کی تلاش کرتے تھے اور ناکام رہتے تھے اس ناچیز نے کوشش کرکے ان سب رسائل کو یکجا کیا ہی اور قیمت بغرض تعمیم نفع بہت قلیل رکھی ہے جو صاحب یکمشت

البیان الصائب فی تفسیر علم الغائب

یہ رسالہ بھی مسئلہ علم غیب کے متعلق ہی علم غیب کے معنی کی تحقیق فی الواقع قابل دید ہی اس معنی کو دیکھکر ہر شخص سمجھ سکتا ہی کہ علم غیب ذات پاک باریتعالی کے مختصات سے ہی زبان عربی قیمت ڈیڑھ آنہ (۱ر)

ازاحۃ الغیب عن مبحث علم الغیب

یہ رسالہ مسئلہ علم غیب مین تمام رسائل سابقہ کے بعد حضرت مصنف ممدوح نے کہ اکرمہ مین تحریر فرمایا اور علماء حرمین شریفین نے اسکو بہت پسند کیا - اصل رسالہ عربی زبان مین ہی اردو ترجمہ کے ساتھ چھپا ہے قیمت (۱ر)

سب رسائل خرید فرماوینگے انسے بجائے (۱۲ر) کے (۱۰ر) لیے جائینگے

المشتہر حکیم سید حافظ احمد و سید خلیل احمد محلہ کٹرہ حید حسین خان، شہر، لکھنؤ

مضمون نگاری کے قواعد

...م کو بھی مضمون نگارون کی بہت ضرورت ہی مگر النجم کی مضمون نگاری کے لیے حسب ذیل قواعد کی پابندی ضروری
...بلا وجہ ان قواعد کی پابندی نہونے کے جن صاحب کا مضمون درج نہو وہ براہ کرم معاف فرمائین اور عدم اندراج
...جوابدہی مین بھی دفتر کا عزیز وقت نہ ضائع ہونا چاہیے نہ مضمون کی واپسی کا صرف دفتر کے ذمہ ہونا چاہیے -

وہ قواعد یہ ہین

(۱) مضمون علمی یا مذہبی ہو - اور مضمون نگار اُس مبحث مین کافی واقفیت و مہارت رکھتا ہو -

(۲) جو مضامین فرقِ مخالفہ کے رد مین ہون اُنمین تحقیق[۱] و الزام دونون چیزون سے کام لیا گیا ہو اور[۲] الزام مین مخالف کے مذہب پر پوری اطلاع کا ثبوت ملے - تہذیب و متانت کا پورا لحاظ ہو گالیون کا جواب بھی دعا و ثنا کے ساتھ ہو - اور مضمون نگار اسکا بھی ملتزم ہو کہ مخالف کے جواب الجواب کا سلسلہ جب تک چلے اپنا قلم نہ روکے -

(۳) عبارت مین گنجلک اور طول بالکل نہو صاف سلیس اُردو ہو - عربی فارسی کی عبارتین اگر منقول ہون تو اُن کا ترجمہ بھی حاشیہ پر ہو -

(۴) خط صاف ہو کہ پڑھنے والے کو کسی مقام پر اشتباہ نہ پیدا ہو -

(۵) مضمون النجم کے موجودہ پیمانہ پر آٹھ صفحہ سے زائد نہو کبھی کبھی کسی اشد ضروری مضمون کو سولہ[۱۶] صفحہ تک دیے جا سکتے ہین -

(۶) مضمون نگار صاحبان دفتر ہذا سے کسی صلہ و معاوضہ کے آرزومند نہ ہون - ان اجرھم الا علی اللہ -

(۷) جن صاحب کا مضمون پسند آجائیگا اور وہ ہر ماہ مین ایک مضمون دینے کا وعدہ کرینگے تو انکے نام النجم ہدیۃً جاری کر دیا جائیگا اور انعامی کتابین جو خریداران النجم کے لیے تجویز ہوا کرینگی انکو بھی ملتی رہینگی -

(۸) جو مضمون حسن و افادہ کی اُس حد مین آجائیگا جس کا اعلان پشت صفحہ ہذا پر ہو اُسکے لکھنے والے کو ہر فروخت کی قیمت کا خمس بذریعہ منی آڈر (نہ بہ نیت معاوضہ) بھیجدیا جایا کریگا -

(۹) اگر کسی صاحب کی نظر سے مخالف کا کوئی مضمون جو اسلام پر حملہ آور ہو گذرے اور وہ قابلیت یا فرصت نہ رکھتے ہون تو اس مضمون کو بعینہٖ یا اگر انگریزی زبان مین ہو تو مع ترجمہ کے دفتر ہذا مین بھیجدین -

(۱۰) ہر مضمون زائد از زائد ایک ماہ کے اندر ہی اندر اسکی ضرورت کو ملحوظ رکھکر شائع ہو جایا کریگا -

(۱۱) اگر کوئی عائق قوی پیش آجائیگا تو مضمون نگار کو اطلاع دیجائیگی -

التماس ضروری

جسوقت سے النجم موجودہ پیمانہ پر آیا ہی تمام مضامین کی عمدگی
کا لحاظ پہلے سے بہت زیادہ کیا گیا ہی اور اُسکے لیے غیر معمولی اہتمام ہوا ہی۔ لہذا
جن ناظرین کو خدا نے کچھ مقدرت دی ہو اور وہ اپنے بھائیون کو علمی و مذہبی فوائد پہونچانا
چاہین اُنکی خدمت مین گذارش ہی کہ جب کوئی مضمون النجم کا حسن و خوبی کی اس حد تک
پہونچ جائے کہ عام طور پر لوگون کو اُس سے باخبر بنانا مفید سمجھا جائے تو آپ حضرات اس مضمون کی علیحدہ
کاپیان بصورت رسالہ کے دفتر النجم سے خرید کر مواقع ضرورت مین مفت تقسیم کردین ایسے مضامین کی بابت
اکثر و بیشتر خود ہی دفتر النجم سے ناظرین کی خدمت مین سفارش کر دی جایا کریگی ایسے مضامین کے
رسالے (بہ نیت مذکور خریدنے والون کو) فی روپیہ ۶۴ جز کے حساب سے دیے جایا کرینگے
کم از کم عہ کے اور زیادہ سے زیادہ جس قدر مطلوب ہون خرید کیجیے اور اپنے بھائیون مین
تقسیم کر دیجیے مگر جب ایسا ارادہ کسی مضمون کی نسبت ہو تو تاریخ اشاعت سے
دو ہفتہ کے اندر اندر جس قدر رسائل مطلوب ہون انکی قیمت
بذریعہ منی آرڈر بھیجکر دفتر سے طلب کر لینا چاہیے۔

الملتمس

منیجر دفتر النجم۔ لکھنؤ پاٹانالہ